امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

# ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71
مورخہ ۱۵/ جمادی الاولی ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۰/ دسمبر ۲۰۲۱ء روز سوموار
شمارہ نمبر 50

اس شمارہ میں


- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، یادوں کے چراغ
- کتابوں کی دنیا، حکایات اھل دل
- معاشرتی اصلاح کے نمایاں پہلو
- تکبر کا انجام، اومیکرون سے......
- انسان کے اخلاقی زندگی کی اصلاح
- بے روزگاری اور مہنگائی کا سیلاب
- طب وصحت، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ


# سعودی عرب میں تبلیغی جماعت پر پابندی

## بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

۱۰/دسمبر بروز جمعہ سعودی عرب کے منبر ومحراب سے جو اعلان کیا گیا اور خطبہ دیا گیا، اس نے پوری دنیا کے انصاف پسند مسلمانوں کو سخت حیرت اور تعجب میں ڈال دیا ہے، سعودی عرب میں اسلامی معاملات کے کے وزیر ڈاکٹر عبد اللطیف الشیخ نے ایک ٹوئٹ کے ذریعہ مساجد کے ائمہ اور خطباء کو ہدایت دی کہ وہ مسلمانوں کو تبلیغی جماعت اور الدعوۃ کے خطرات سے آگاہ کریں، انہوں نے اپنے ٹویٹ میں لکھا کہ تبلیغی جماعت دہشت گردی کا دروازہ ہے اور اس کے عقائد مشرکانہ ہیں، اتنا ہی نہیں وزیر کی ہدایت کے مطابق اس جماعت سے کسی بھی قسم کے تعلق کو ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔

تبلیغی جماعت مسلمانوں کے درمیان تذکیر کا کام کرتی ہے، اس کی تذکیر کا دائرہ بھی چھ باتوں تک محدود ہے، ان میں ایک کلمہ پر محنت ہے، کلمہ مسلمانوں کے یہاں توحید کی علامت، خدا کی عبادت اور رسول کی رسالت کے ماننے کا اعلان ہے۔ ایسے میں بھلا وہ لوگ کس طرح شرکیہ اعمال میں ملوث ہو سکتے ہیں جن کے مشن کی پہلی دفعہ توحید اور کلمہ ہے، ظاہر ہے اسے سعودی عرب کے وزیر امور اسلامی کی کم علمی اور جہالت ہی کہی جاسکتی ہے، ورنہ اس کی طویل خدمات لوگوں کو توحید کی دعوت اور شرکیہ اعمال سے اجتناب کا ہر دور میں مظہر رہی ہے۔

رہ گئی دہشت گردی کی بات، تو یہ اس لیے صحیح نہیں ہے کہ تبلیغی جماعت والے امور دنیا کی بات ہی نہیں کرتے، وہ تو مرنے کے بعد کی زندگی آخرت کو ہی اپنا موضوع سخن بناتے ہیں اور ایک ایسے صالح معاشرہ کے وجود میں لانے کی بات کرتے ہیں جو نبوی طریقہ کار اور احکام خداوندی کے مطابق ہو، ایسے میں اس پر دہشت گردی کا الزام لگانا انتہائی غلط ہے، اندرا گاندھی نے ایمرجنسی کے زمانہ میں جانچ ایجنسیوں کو ان کے پیچھے لگایا تھا کہ وہ ان کے کاموں کی تحقیق کریں، ایجنسیوں کی رپورٹ تھی کہ یہ تو زمین کی بات ہی نہیں کرتے، صرف آسمان کی بات کرتے ہیں، اس لیے حکومت کو اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

پھر سعودی عرب کو خطرات کیوں سمجھ میں آئے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ولی عہد محمد بن سلمان سعودی عرب کو مغربی آقاؤں کے حکم پر جس راہ پر لے جانا چاہتے ہیں، اس میں تبلیغ والوں کی اصلاحی وتذکیری تقاریر اور چلت پھرت رکاوٹ بن سکتی ہے، اس اندیشہ کے تحت اس پر پابندی لگانے کی بات مختلف لوگوں کی طرف سے ماضی میں بھی اٹھتی رہی ہے، جس کی مخالفت ہوتی رہی، اب جب کہ محمد بن سلمان اصلاح کے نام پر اسلامی قدروں کے اختتام کی کوشش کر رہے ہیں، امور اسلامی کے وزیر نے ولی عہد کو خوش کرنے کے لیے اس پابندی کا اعلان کر دیا۔

دوسری وجہ یہ ہوئی کہ مسلمانوں ہی میں سے بعض جماعتیں اپنے افکار ونظریات کی ترویج واشاعت میں تبلیغی جماعت والے کو بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں، ان کی تحریروں اور تقریروں سے بھی تبلیغی جماعت کے خلاف ماحول بنا اتفاق سے ان کی پہونچ بھی سعودی وزارت میں مضبوط تھی، چنانچہ ان کی تحریر، تقریر اور گفتگو نے بھی اپنا اثر دکھایا اور سعودی وزارت امور اسلامیہ نے ان تحریروں سے متاثر ہو کر یہ قدم اٹھایا۔

تیسری وجہ خود تبلیغی جماعت کے آپسی اختلافات ہیں، امارت تبلیغ اور شوریٰ کے جھگڑوں نے ان کی شبیہ کو داغدار کیا، اور ایک ایسی جماعت جس کے کام کا اہم جز خلوص نیت تھا، تار تار ہو کر رہ گیا، دونوں گروپ کے لوگوں نے مسجدوں میں خون ریزی اور مار پٹائی کا ماحول بنایا، بلکہ کئی لوگ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے، آپسی چپقلش اس قدر بڑھی کہ تبلیغی جماعت کی چھ باتوں میں سے ایک ''اکرام مسلم'' کا عملی طور پر جنازہ نکل گیا، اس کے باوجود تبلیغی جماعت سے جو کام اصلاح کا اللہ رب العزت نے لیا اور اب بھی جو کام ہو رہا ہے اس کی وجہ سے ہم اسے مفید جماعت سمجھتے ہیں، اور اس پر پابندی لگانا انتہائی غلط ہے، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے سعودی سفارت خانے کو خط لکھ کر مطالبہ کیا ہے کہ سعودی حکومت اپنے اس فیصلے پر نظر ثانی کرے۔

سعودی عرب کی اس پابندی کی وجہ سے سعودیہ میں تبلیغ کا کام متاثر ہوگا، کیوں کہ وہاں شاہی حکومت ہے اور جمہوری حکومتوں کی طرح وہاں احتجاج کا کوئی موقع نہیں ہے، البتہ مسلم تنظیموں اور جماعت کے ذمہ داروں کے ایک وفد کو متعلقہ وزیر سے ملاقات کر کے اپنا موقف رکھنا چاہیے اور ان کی غلط فہمی دور کرنی چاہیے، اس پابندی کے اثرات دوسرے ملکوں میں پڑنے کا امکان ہے، لیکن بہت زیادہ نہیں، کیوں کہ عرب حکمراں ولی عہد محمد بن سلمان کے ذریعہ کی جارہی تبدیلی اور سعودی عرب کے امتیازات وتشخصات کو ختم کرنے کی پالیسی سے پورے طور پر واقف ہیں اور اس پابندی کو وہ اسی نقطۂ نظر سے دیکھیں گے۔

ہندوستان میں فرقہ پرست طاقتیں ایک بار پھر سے اسے نفرت پھیلانے کے لیے استعمال کر سکتی ہیں، اس سے محتاط رہنے اور اس کے مضبوط دفاع کے لیے ملی تنظیموں کو آگے آنا پڑے گا، رہ گیے دوسرے ممالک، مثلاً پاکستان، بنگلہ دیش، ملیشیا، انڈونیشیا تو وہاں سعودی عرب کی اس پابندی کا اثر بالکل نہیں پڑے گا، کیوں کہ یہاں بادشاہت نہیں، جمہوریت ہے، حکومتیں انتخاب کے ذریعہ چن کر آتی ہیں، اور انتخاب میں ووٹ کی قوت وطاقت دیکھ کر پالیسیاں بنائی جاتی ہیں، ان ملکوں میں تبلیغیوں کا دبدبہ ہے، اس لیے حکومت ایسے فیصلے کرنے کے پہلے بار بار سوچے گی۔

## کام کے طریقے

ہم جب کسی کام کو شروع کرتے ہیں، یا کسی تقاضے کو پورا کرنے پر آتے ہیں تو ہم میں بڑا جوش وجذبہ ہوتا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ دنوں کا کام گھنٹوں اور گھنٹوں کا کام منٹوں اور سکنڈوں میں کر ڈالیں، اس جذبہ سے کام تیزی سے آگے بڑھنے لگتا ہے، وقت گذرنے کے ساتھ ہم اس جذبہ وجوش کو باقی نہیں رکھ پاتے، جس کی وجہ سے یا تو کام میں سست رفتاری آجاتی ہے اور کبھی جوش وجذبہ کے سرد پڑ جانے کی وجہ سے کام رک جاتا ہے، کام کو پھر سے رفتار دینے کے لیے ضروری ہے کہ ہدف روز کا مقرر کر لیں اور دھیرے دھیرے دن بھر میں اس ہدف تک پہونچنے کی کوشش کریں، اگر آپ نے تیز دوڑنا شروع کیا تو آپ جلد ہی تھک ہار کر بیٹھ جائیں گے، اور ہدف ادھورا رہ جائے گا، آپ نے سنا ہی ہوگا کہ دھیمے چلنے والا کچھوا خرگوش کی اڑن چال پر غالب آگیا تھا۔

اب اگر آپ کام کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں تو آپ کو اپنے کام کا بھی جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں ہم نے مقاصد کے اعتبار سے کم تر چیز کا انتخاب تو نہیں کر لیا ہے، اگر وہ کم تر نہیں ہے تو اس پر غور کرنا چاہیے کہ کام کا جوش وجذبہ کیوں اختتام پذیر ہوا اور کیوں زندگی پرانی لیکھ پر چلنے لگی، کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہم جس مقصد اور منزل کو پانے کے لیے یہ کام کر رہے تھے وہ ہماری ترجیحات میں نہیں تھیں، ہم ایسے ہی کسی کی ترغیب سے اس کام میں لگ گیے تھے، اگر ایسا ہے تو فوراً اس کام کو چھوڑ کر دوسرے کام کا انتخاب سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے، اور اس کا سلوگن یہ ہونا چاہیے کہ ''ہم چاہتے نہیں''، ہمیں ہر قیمت پر یہ ''چاہیے'' آپ کی ''چاہت'' آپ کی خواہش کا مظہر ہے، جب کہ ''چاہیے'' آپ کے عزم بالجزم کی طرف اشارہ کرتا ہے، اور یہ بتاتا ہے کہ آپ اسے حاصل کر کے ہی دم لیں گے۔

اس عزم کے پہلے اپنے کاموں کی فہرست سازی کیجئے، پھر ہر کام کے بارے میں اپنے ذہن ودماغ سے پوچھیے کہ اس کام کو آپ کیوں کرنا چاہتے ہیں، کام شروع کرنے سے پہلے جو مثبت اور منفی جواب ملے اس کو ایک نوٹ بک میں درج کرتے رہیں، پھر فیصلے سے پہلے ان اسباب ووجوہات کا جائزہ لیں اور جائزہ میں جو کام سمجھ میں آئے اس کا آغاز کر دیں، اس طرح آپ کسی کام کا آغاز شعوری طور پر کر سکیں گے، اور آپ کے جوش وجذبہ میں کمی نہیں آئے گی، اس کے برعکس اگر آپ نے بلا سوچے سمجھے کام کا آغاز کر دیا تو آپ کا دماغ اس سے متاثر ہوگا، اور دماغ سے چلنے والی لہریں ہی اعضاء وجوارح اور قویٰ کو متحرک رکھا کرتی ہیں، اور عمل پر ابھارتی ہیں، جب دماغ سے اعضا کو کوئی ہدایت نہیں ملے گی؛ کیوں کہ اس میں آپ کی دلچسپی نہیں ہے تو کام یا تو سست پڑ جائے گا یا رک جائے گا۔

آپ جب کام سے مطمئن ہو گیے تو ہتھیلی پر سرسوں جمانے کا کام مت کیجئے، کیوں کہ یہ ناممکن ہوتا ہے، اپنے فیصلے کو عملی رنگ وروپ بخشنے کے لیے منصوبہ بندی کیجئے، منصوبہ بندی میں کام کے درمیان پیش آنے والی پریشانیوں اور مشکلات کا بھی خیال رکھیے، اگر آپ نے ان رکاوٹوں کو منصوبہ سازی میں ملحوظ نہیں رکھا تو ممکن ہے ان رکاوٹوں کے سامنے آنے سے آپ مضمحل اور دل برداشتہ ہو جائیں اور کام سے آپ کا دل پھر جائے، لیکن اگر آپ نے پہلے سے ان رکاوٹوں کو ملحوظ رکھا ہے تو آپ سوچیں گے کہ اس کام میں یہ رکاوٹ تو آنی ہی تھی، ہم اس کو دور کر کے آگے بڑھ سکتے ہیں، آپ سوچیں گے کہ راستے کبھی بند نہیں ہوتے، ہر بند راستے کے بغل سے ایک متبادل راستہ ہوتا ہے، ہم اس رکاوٹ کو متبادل راستے کا استعمال کر کے دور کر لیں گے اور منزل تک پہونچ کر دم لیں گے۔

آپ نے جو بھی نشانہ مقرر کیا ہے، اس کو خود کلامی کے انداز میں دہراتے رہنا بھی آپ کی قوت عمل کو مہمیز کرتا ہے، ہر صبح جب اٹھیے تو معمولات سے فراغت کے بعد خود کلامی کے انداز میں کہیے کہ ''ہم اس کام کو پایہ تکمیل تک پہونچانے کے لیے پابند عہد ہیں اور ہم انشاء اللہ ایسا کر کے رہیں گے'' آپ محسوس کریں گے کہ آپ کی اس خود کلامی نے آپ کے اندر نئی توانائی اور طاقت پیدا کر دی ہے اور آپ پہلے سے زیادہ کام کی تکمیل کے سلسلے میں پُر عزم ہو گیے ہیں۔

Scanned with CamScanner

## اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

### بات کرنے کا سلیقہ چاہئے

''اے ایمان والو! خدا سے تقویٰ کرو اور بات سیدھی کہو، اللہ تمہارے کاموں کو سنوارے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا'' (سورۃ احزاب:۹)

مطلب: رب کائنات نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر بندوں کو پاکیزہ زندگی گذارنے اور صاحب کردار انسان بن کر رہنے کی تلقین کی اور کہا کہ جو شخص جس قدر پرہیزگار ہوگا، وہ اتنا ہی اللہ سے قریب تر ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے نعمتوں کے دروازے کھوئیں گے جس سے وہ دنیا وآخرت میں عزت وخوشحالی سے ہمکنار ہوگا، تقویٰ و پرہیزگاری کے مختلف عوامل میں زبان سب سے زیادہ نفع بخش ہے، یہ نیکی کا ذریعہ بھی ہے اور برائی کا آلہ بھی، اس سے دین بھی سدھرتا ہے اور دنیا بھی اور اس سے دونوں کام بگڑ بھی جاتے ہیں، اس لئے ایک حدیث میں کہا گیا کہ جو دو چیزوں کے بیچ پر قابو رکھے گا، جنت میں جائے گا، گرچہ زبان کی جسامت چھوٹی ہے، مگر اس سے ہونے والے گناہ بہت موٹے ہیں، اس لئے قرآن مجید میں حکم دیا گیا کہ لوگوں سے اچھی بات کہو: "وقولوا للناس حسنا" جب انسان کچھ بولتا ہے تو وہ سب لکھا جاتا ہے: "مایلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید" انسان کوئی بات نہیں کہتا، مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسان کو خوب سوچ سمجھ کر، ناپ تول کر بات کرنی چاہئے، نہ کسی کی تحقیر وتذلیل کی جائے اور نہ ہی فقرے بازی کی جائے، چونکہ تلوار کا وار جسم پر ہوتا ہے، مگر زبان کا وار ہمیشہ دل پر ہوا کرتا ہے، پھر یہیں سے رشتے ناطے بھی ٹوٹ جاتے ہیں، اسلئے دلجوئی کی باتوں کو صدقہ کے برابر ثواب ملنے کا مژدہ سنایا گیا ہے: "قول معروف ومغفرة خير من صدقة يتبعها اذى" نیک بات کہنی اور درگذر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دل آزاری ہو۔

کہا جاتا ہے عقلمند انسان سوچ کر بولتا ہے اور بے وقوف بول کر سوچتا ہے پھر اس کو اپنی غیر دانشمندانہ گفتگو پر ندامت اٹھانی پڑتی ہے، آداب گفتگو میں سے یہ بھی ہے کہ پیچ دار گفتگو سے پرہیز کرنا چاہئے، بسا اوقات ماہر ڈاکٹر اور طبیب زبان کی رنگت کو دیکھ کر بیماری کا اندازہ لگا لیتے ہیں، اسی طرح کبھی کسی انسان کے مزاج کا اندازہ گفتگو سے بھی لگا لیا جاتا ہے کہ یہ کس سوچ وفکر کا انسان ہے، فضول باتیں کرنا یا چیخ کر باتیں کرنا غیر سنجیدہ ہونے کی دلیل ہے، اگر کسی کی اصلاح حال پر توجہ دلانی ہو تو سنجیدگی کے ساتھ بات کرنی چاہئے تاکہ وہ اس کے لئے فائدہ مند ثابت ہو، ڈاکٹر محمد کلیم عاجز کا ایک مشہور شعر ہے کہ ؎

بات گرچہ بے سلیقہ ہو کلیم     بات کرنے کا سلیقہ چاہئے

اس معاملہ میں ہماری ماں اور بہنوں میں بڑی بے احتیاطی دیکھی جاتی ہے کہ وہ جب غصہ کی حالت میں ہوتی ہیں تو ان کی زبان بے قابو ہو جاتی ہے اور پھر بات بگڑنے لگتی ہے، اس لئے غصہ کے وقت ہوشمندی ونرم مزاجی کا مظاہرہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے آیت میں مذکورہ میں فرمایا کہ اگر تم سیدھی اور سچی بات کہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو سنوارے گا اور کمی وکوتاہی کو معاف فرمادے گا۔

### جنتی عورتوں کے اوصاف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، اپنی آبرو کی حفاظت کرلے اور شوہر کی فرمانبرداری کرلے تو سمجھو کہ وہ جنتی ہے''

وضاحت: نیک عورتیں قیامت کے دن جنت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گی، لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے کہ کاش مجھے بھی یہ مقام ومرتبہ حاصل ہوتا، یہ خوش نصیب وہ عورتیں ہوں گی جو پنجگانہ نماز وقت پر ادا کرتی تھیں، نیز دینی فرائض کی ادائیگی میں ہر وقت مستعد رہتی تھیں، تو وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں درجات علیا کی مستحق قرار پائیں گی، دوسرا کام یہ کرتی تھیں کہ ماہ رمضان کے فرض روزے پابندی سے رکھا کرتی تھیں، تیسرا یہ کہ شوہر کی غیر موجودگی میں اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرتی تھیں، ان کی اجازت کے بغیر کہیں باہر نہ جاتی تھیں اور اگر اجازت مل گئی تو پردے کے ساتھ گھر سے باہر نکلتی تھی، جو عورتیں شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلتی ہیں، حدیث شریف میں اس پر سخت وعید آئی ہے، ابوداؤد شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے، اگر بغیر اجازت وہ نکلے گی تو اس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اور اس کے واپس ہونے یا توبہ کرنے تک برابر رہتی ہے، عرض کیا گیا اگر چہ خاوند ظالم ہو، فرمایا کہ ہاں! ''اگر چہ ظالم ہو اور چوتھی خوش نصیب جنتی عورت وہ ہوگی جو غیر معصیت میں اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرتی ہے، کیونکہ جو بیویاں اپنی رائے کو فوقیت دینے کے بجائے خاوند کی رائے کو فوقیت دیتی ہیں وہ کبھی اپنے گھر کو خانگی تنازعات کا نشانہ نہیں ہونے دیتیں، اس خانگی امن وسکون کی بدولت گھر جنت بنا رہتا ہے اور پورا کنبہ چین کی زندگی بسر کرتا ہے، اس کے برعکس ہٹ دھرمی اور رائے کی انانیت سے خاوند کے دل میں نفرت ومخالفت کے جذبات ابھرتے ہیں اور طلاق تک کی نوبت جا پہونچتی ہے، اس لئے اگر کسی وجہ سے زوجین کے درمیان ذہنی وفکری ناہمواری کے سبب ناچاقی پیدا ہو جائے تو آپسی میل جول سے اسے دور کرنے چاہئے، اس کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے اگر آپسی طور پر سمجھوتہ نہ ہو سکے، تو مرد کی طرف سے ایک شخص اور عورت کی طرف سے ایک شخص کو حکم بنایا جائے اور معاملہ کو رفع دفع کردیا جائے اور خوش وخرم زندگی گذارنی چاہئے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جس عورت نے اس حالت میں وفات پائی کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو، بس سمجھ لو کہ وہ جنت میں داخل ہوگئی، اس لئے ضروری ہے کہ بیوی خاوند کے ساتھ حسن سلوک کرے اس کے حق کو اپنے حق پر مقدم سمجھے اس کے قرابت داروں سے بہتر روابط قائم کرے، حسن سلوک یہ بھی ہے کہ شوہر کی لائی ہوئی چیز کو قدر کی نگاہ سے دیکھے، پورے شرح صدر کے ساتھ اس کا شکریہ ادا کرے، تاکہ اس کا دل خوش ہو، اگر ہماری ماں اور بہنوں نے ان اسلامی ہدایات کو مشعل راہ بنالیا تو گھر بھی جنت کدہ ہوگا اور اللہ کے یہاں بھی اس کا مقام ومرتبہ بلند ہوگا۔

## دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

### صاحب قبر سے اپنی حاجت مانگنا

**س:** کسی قبر پر جاکر صاحب قبر سے یہ فریاد کرنا کہ ''اے پیر بابا میری لڑکی کی شادی کرادے، یا میرے بیٹے کی نوکری دلادے یا میری مصیبت دور کردے، یہ اور اس طرح کی ضرورتیں مانگنا شرعاً کیسا ہے؟

**ج:** قرآن کریم میں اللہ پاک کا ارشاد ہے: ''اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو جو نہ تجھے نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان، اگر تو نے ایسا کیا تو تو ظالموں میں شمار ہوگا۔ (سورہ یونس:۱۰۶)

دوسری آیت میں فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو کسی مصیبت میں مبتلا کردے تو اس مصیبت کو دور کرنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ (سورہ یونس:۱۰۸) تیسری جگہ فرمایا: مجبور وبے بس شخص کی دعا کو قبول کرنے والا اور مشکل کو حل کرنے والا، اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے (سورہ نمل:۶۲)

چوتھی جگہ فرمایا: ایسے لوگوں سے زیادہ کون گمراہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو قیامت تک ان کی دعا قبول نہ کرسکیں، بلکہ ان کی آواز سے بھی بے خبر ہوں اور جب سب لوگ جمع کئے جائیں گے (محشر میں) تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے انکار کردیں گے۔ (سورہ احقاف:۵-۶)

اس آیت میں غیر اللہ کو حاجت روائی کیلئے پکارنا ان کی عبادت قرار دیا گیا ہے جبکہ انسان صرف اللہ کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے: ''بے شک جن لوگوں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو وہ تمہارے لئے رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے بس تم اللہ تعالیٰ سے رزق مانگو اور اسی کی عبادت کرو (سورہ عنکبوت:۱۷)۔

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر ساری امت تجھے نفع پہونچانا چاہے تو نفع نہیں پہونچا سکتی مگر اتنا ہی جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے: "واعلم ان الامة لو اجتمعت على أن ينفعوك بشيء لم ينفعوك الا بشيء قد كتبه الله لك" (سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة:۲۰۱۶)

آیات کریمہ اور حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مختار کل، حاجت روا اور مشکل کشا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، کسی انسان کو خواہ وہ پیغمبر ہو یا پیر وولی اللہ تعالیٰ کی طرح قادر مطلق، مختار کل، حاجت روا ومشکل کشا سمجھ کر اپنی حاجت مانگنا یا کسی میت کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام اختیارات دیئے ہیں، ان میں اتنی قدرت وطاقت ہے کہ وہ جو چاہے کرسکتے ہیں، وہ اپنے سے مدد طلب کرنے والوں کی مدد کرتے ہیں ان کی مشکلات کو دور کرتے ہیں اور ان کی حاجتوں کو پوری کرتے ہیں، ایسی استعانت اور ایسا عقیدہ رکھنا شرک اور حرام ہے، اس سے احتراز لازم وضروری ہے، اگر کسی نے ایسا کیا ہے تو اس پر توبہ واستغفار اور تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔

"یکفر اذا وصف الله تعالیٰ بما لا یلیق به...... أو جعل له شریکا" (الفتاوی الهندية: ۲/۲۵۰)

واضح رہے کہ ظاہری استعانت جو عادۃً انسان کی قدرت میں ہو اور مادی اسباب کے تحت ایک انسان دوسرے انسان سے مدد کا طالب ہو، مثلاً مزدور، معمار، بڑھئی، لوہار، ڈاکٹر وغیرہ جس سے مدد لئے بغیر اس دنیا کا نظام چل نہیں سکتا، شرعاً ممنوع نہیں ہے، کیونکہ یہ اس استعانت میں داخل نہیں ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔

### اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ ظلم کیا کہنا

**س:** ایک خاتون کے بچہ کا انتقال ہوگیا وہ صدمہ سے نڈھال ہوکر کہنے لگی ''اللہ نے ہمارے ساتھ ظلم کیا، اس کو مارنے کے لئے ہمارا ہی بیٹا ملا، اس طرح کا جملہ کہنا کیسا ہے؟

**ج:** قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے صراحۃً ظلم کی نفی کی ہے: "ان الله لا يظلم مثقال ذرة" (سورة النساء:۴۰) اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا اور جس صفت کی اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے نفی کی ہو، اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا کفر ہے، لہٰذا مذکورہ خاتون مذکورہ جملہ کہنے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوگئی اس پر توبہ واستغفار اور تجدید ایمان ونکاح لازم وضروری ہے۔

"نسبة الظلم الى الله تعالىٰ واثرها في الردة، اتفق الفقهاء على ان نسبة الظلم الى الله سبحانه وتعالىٰ من موجبات الحكم بالردة فلو قال شخص لغيره لاتترك الصلوة فان الله تعالىٰ يواخذك فقال: لو آخذني الله بها مع لي من المرض والشدة ظلمني فانه يكون مرتدا" (الموسوعة الفقهية المادة ظلم: ۲۹/۱۷۵)

قال ابو حفص رحمه الله تعالىٰ من نسب الله تعالىٰ الى الجور فقد كفر" (الفتاوى الهندية: ۲/۲۵۹)

### ''اگر خدا بھی آکر بول دے تو یقین نہیں کروں گا'' کہنا:

**س:** دو آدمیوں کے درمیان کسی معاملہ میں تنازع ہوا ایک نے کہا اگر خدا بھی آکر بول دے تو میں یقین نہیں کروں گا، شرعاً کیا حکم ہے، وہ آدمی شادی شدہ ہے۔

**ج:** اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی اور توہین پر مشتمل الفاظ کہنے سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور مذکورہ جملہ بھی اسی قبیل سے ہے، لہٰذا شخص مذکور نے اگر واقعۃً یہ کہا کہ ''خدا بھی آکر بول دے تو بھی یقین نہیں کروں گا'' تو اس جملہ کے کہنے سے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا، اس پر تجدید ایمان کے ساتھ تجدید نکاح لازم وضروری ہے۔

"ومنها ما يتعلق بذات الله تعالىٰ وصفاته وغير ذالك) يكفر اذا وصف الله تعالىٰ بما لا يليق به او سخر باسم من اسمائه او بأمر من اوامره...... او جعل له شريكا او وليا او زوجة أو نسبه الى الجهل او العجز او النقص" (الفتاوى الهندية: ۲/۲۵۰) ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 50 مورخہ ۱۵ر جمادی الاولی ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۰ر دسمبر ۲۰۲۱ء روز سوموار

## ذات پر مبنی مردم شماری

حکومت بہار نے مرکزی حکومت کے انکار کے باوجود بہار میں ذات کی بنیاد پر مردم شماری کا فیصلہ اپنے صرفہ سے لے لیا ہے، تیاری چل رہی ہے، خاکے بنائے جارہے ہیں، جب ہر طرح سے تیاری مکمل ہو جائے گی تو تمام سیاسی پارٹیوں کی میٹنگ میں اسے آخری اور حتمی شکل دی جائے گی، اس سلسلے میں حکومت کو کسی دقت کا سامنا نہیں ہے، کیوں کہ اس معاملہ میں حزب مخالف بھی حکومت کے ساتھ ہے، جدیو ارکان پارلیامنٹ نے وزیر داخلہ کے توسط سے وزیر اعظم کو اس سلسلے میں مکتوب روانہ کیا تھا، اس کے باوجود ۲۰ر جولائی ۲۰۲۰ء کو مرکزی حکومت نے پارلیامنٹ میں بیان دیا کہ ۲۰۲۱ء کی مردم شماری ذات کی بنیاد پر نہیں ہوگی، ۲۳ر اگست کو تمام سیاسی پارٹیوں کے لیڈران کی ملاقات وزیر اعلیٰ کی قیادت میں وزیر اعظم سے ہوئی، اس ملاقات میں بہار سے بی جے پی کے وزیر معدنیات جنک رام نے بھی نمائندگی کی تھی، لیکن وزیر اعظم اپنی جگہ اٹل رہے، اور انہوں نے بہار ہی نہیں مہاراشٹرا اسمبلی کی پاس شدہ تجویز کو بھی یہ کہہ کر رد کر دیا کہ دستور میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

اس سے قبل ۲۰۱۰ء میں پارلیامنٹ میں ذات کی بنیاد پر مردم شماری کا سوال اٹھا تھا، اصولی طور پر حکومت نے اسے مان لیا تھا، لیکن یہ مردم شماری معاشی طور پر کمزور طبقات کے حوالہ سے کرائی گئی اور اس کے اعداد وشمار آج تک عام نہیں کیے گئے، وزیر اعظم نریندر مودی نے ۲۰۱۷ء میں روہنی کمیشن کی تشکیل کی، کمیشن نے پایا کہ دو ہزار چھ سو تینتیس (۲۶۳۳) پس ماندہ برادری میں سے ایک ہزار (۱۰۰۰) کو منڈل کمیشن کی سفارش کا فائدہ نہیں ملا ہے، اس کمیشن نے ۲۷ر فی صد ریزرویشن کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

ذات کی بنیاد پر مردم شماری کا کام نوے (۹۰) سال قبل ۱۹۳۱ء میں ہوا تھا، اس کے مطابق ہندوستان میں اونچی ذات کے برہمن ۴٫۷، بھومی ہار ۲٫۹، کائستھ ۱٫۲ر کل تیرہ (۱۳) فی صد تھے، اوسط معیار کی آبادیوں میں یادو ۱۱٫۰، کوئری ۴٫۱، کرمی ۳٫۶، بنیا ۰٫۶ کل ۱۹٫۳ر فی صد ہوا کرتے تھے، پس ماندہ برادری میں بڑھئی ۱٫۰، دھانک ۱٫۸، کہار ۱٫۷، کانو ۱٫۶، کمہار ۱٫۳، لوہار ۱٫۳، حجام ۱٫۶، تتوا ۱٫۶، ملاح ۱٫۵، تیلی ۲٫۸ر فی صد تھے۔ ایک فی صد سے نیچے رہنے والی پس ماندہ برادری ۱۶٫۱، درج فہرست ذات ۱۴٫۱، درج فہرست قبائل ۹٫۱، مسلمان ۱۲٫۵ فی صد، اس فہرست میں درج ہوئے تھے، منڈل کمیشن نے ذات کی بنیاد پر مردم شماری نہیں کرائی تھی، البتہ ہندوستان کی مجموعی آبادی پس ماندہ طبقات کا تخمینہ باون (۵۲) فی صد لگایا تھا، جسے ۲۷ر فی صد ریزرویشن دیا گیا تھا۔

ذات پر مبنی مردم شماری اگر ایمانداری سے کی گئی اور کسی کے ساتھ بھید بھاؤ نہیں برتا گیا تو اس کا فائدہ پس ماندہ طبقات کو ہوگا، محروم طبقات کی پہچان ممکن ہوگی اور سرکاری منصوبوں کی تیاری میں اس سے مدد ملے گی، اور اگر سرکار کی یہ کوشش کامیاب ہوگئی تو بہار پورے ملک کے لیے رول ماڈل بن جائے گا، اور نتیش کے اس اعلان کو تقویت ملے گی کہ جو ہم پانچ سال قبل سوچتے ہیں، پورا ملک اس تک پانچ سال بعد پہونچتا ہے۔

## ڈاکٹروں کی لاپرواہی

پہلے موتیا بند کے آپریشن کیمپ لگا کر بغیر آپریشن تھیٹر کے کیے جاتے تھے، جس سے کبھی کبھی مریضوں کی آنکھ کو نقصان پہونچ جاتا تھا، اس سلسلے میں برسوں قبل حکومت نے فیصلہ کیا کہ بغیر آپریشن تھیٹر کے موتیا بند کے آپریشن نہیں کیے جا سکتے، اس روک کے نتیجے میں رفاہی اداروں نے کیمپ لگا کر مریضوں کی تشخیص کا کام شروع کیا، اور موتیا بند کا آپریشن ہوسپٹل میں بلا کر کیا جانے لگا۔

لیکن مظفر پور کے جورن چھپرہ پبلک سکٹر کے آئی ہوسپٹل میں ۲۲ر نومبر ۲۰۲۱ء کو موتیا بند کے آپریشن کے بعد جن لوگوں کو آنکھ گنوانی پڑی اور جن کے آنکھ نکال کر ان کی جان بچانی پڑی اس نے ایک بار ڈاکٹروں کی لاپرواہی اور ان کے غیر ذمہ دارانہ طریقے پر سوالیہ نشان کھڑا کر دیا ہے، انیس (۱۹) مریضوں کو آئی جی ام ایس پٹنہ میں بھرتی کرایا گیا ہے، نہ معلوم کتنوں کی آنکھ کی روشنی جائے گی۔

یہ صورت حال اس لیے پیدا ہوئی کہ آپریشن تھیٹر میں دو قسم کے جراثیم پہلے سے موجود تھے، سری کرشن میموریل اسپتال مظفر پور کے مائیکرو بایولوجی شعبہ کے ذریعہ جاری کلچر رپورٹ میں اس کا خلاصہ کیا گیا ہے، یہ جراثیم آپریشن کرتے وقت مریض کی آنکھ تک پہونچ گیے، یہ جراثیم جن کا نام ''سیوڈوموناس'' اور ''اسٹے فی لوکوکس'' ہے چوبیس گھنٹے کے بعد اس کے اثرات آنکھ پر دکھائی دیتے ہیں، جانچ ٹیم کی قیادت کر رہے ڈاکٹر سبھاش پرساد سنگھ نے بتایا کہ آئی ہوسپٹل میں آپریشن کے لیے استعمال میں لائے گئے دونوں ٹیبل پر دونوں قسم کے جراثیم پائے گیے، اس کا مطلب ہے کہ آپریشن سے پہلے اسے اسٹرلائز نہیں کیا گیا تھا، حالاں کہ صرف ٹیبل ہی نہیں آپریشن میں استعمال ہونے والے سارے آلات کا اسٹرلائز ضروری ہوا کرتا ہے، تحقیق طلب بات یہ ہے کہ ہوسپٹل نے اس معاملہ میں کیوں لاپرواہی برتی، جس نے بہت سارے مریضوں کو نہ صرف بینائی سے محروم کر دیا؛ بلکہ کئی ایک کی آنکھ بھی نکالنی پڑی، ہمارا مطالبہ ہے کہ جانچ کے بعد جو بھی ذمہ دار ہو، اس کو ایسی سزا دی جائے کہ اس قسم کی لاپرواہی کا خیال بھی کسی کے دل میں نہ آئے۔

## الوداع بپن راوت

تینوں مسلح افواج کے سربراہ (C.D.S) بپن راوت ۸ر دسمبر ۲۰۲۱ء کو بارہ بج کر بیس منٹ پر نیل گیری کے جنگل میں ہیلی کاپٹر حادثہ میں جاں بحق ہو گیے، ان کے ساتھ ان کی اہلیہ مدھولیکا راوت اور بارہ جاں باز فوجی افسران نے بھی وجود سے عدم کی راہ اختیار کر لی، پورا ملک سوگوار ہے، اگلے دن بپن راوت اور ان کی اہلیہ کو ستر توپوں کی سلامی کے بعد ایک ہی چتا پر ان کی بیٹیوں نے منبہ میں آگ دے کر آخری رسم ادا کی، یوں بھی جلنے کے لیے بچا ہی کیا تھا۔

ہندوستان کی تاریخ میں یہ کوئی پہلا فضائی حادثہ نہیں ہے، ۱۹۸۰ء میں اس وقت کے وزیر اعظم اندرا گاندھی کے صاحب زادہ سنجے گاندھی، ۲۰۰۱ء میں سابق مرکزی وزیر مادھو راؤ سندھیا، ۲۰۰۲ء میں پارلیامنٹ کے صدر نشیں (اسپیکر) جی ایم سی بالیوگی، ۲۰۰۴ء میں میگھالیہ کے کابینی وزیر سی سنگما، ۲۰۰۵ء میں ہریانہ کے وزیر توانائی او پی جندل، اور ۲۰۰۹ء میں آندھرا پردیش کے وزیر اعلیٰ بھی فضائی حادثہ میں موت کی نیند سو چکے ہیں، ان سارے حادثات میں موسم کی خرابی کا بڑا دخل تھا، اس کے قبل ۲۲ر نومبر ۱۹۶۳ء کو پونچھ میں ہونے والا ہیلی کاپٹر حادثہ سب سے بڑا فوجی حادثہ مانا جاتا رہا ہے، جس میں فوج کے چھ بڑے افسران نے اپنی جان گنوائی تھی، اس کے قبل ۱۹۴۲ء میں بھی ایک فضائی حادثے میں لفٹننٹ جنرل اس ام ناگیش اور میجر جنرل کے ایس تھمیا کو بھی اپنی جان گنوانی پڑی تھی۔

لیکن تمل ناڈو کے کنور میں حادثہ کے شکار ایم آئی ۱۷ اروی-۵، ہیلی کاپٹر کا معاملہ ان سب حادثات سے الگ اس لیے ہے کہ یہ فضائیہ کا سب سے محفوظ ہیلی کاپٹر تھا، یہ خراب موسم میں پرواز اور ہیلی پیڈ کے بغیر بھی زمین پر اتارا جا سکتا تھا، یہ روسی ساخت کا ناقابل تسخیر ہیلی کاپٹر تھا، اتنے محفوظ سفر میں حادثہ کا پیش آجانا اور فوجیوں کا اس طرح جل جانا کہ اس کی شناخت ڈی این اے کے ذریعہ ہو، یہ بتاتا ہے کہ اگر شیشہ پلائی ہوئی دیوار میں بھی کوئی ہوگا تو موت اسے آلے گی اور سکنڈوں کی تاخیر اس میں نہیں ہوگی، جنرل بپن راوت ان کی اہلیہ اور ان کے رفقاء کی موت کا وقت اور جگہ متعین تھا، چنانچہ متعینہ وقت اور جگہ پر ملک الموت نے اپنا کام مکمل کر دیا اور ہندوستان، فضائیہ کے کئی جاں بازوں سے محروم ہو گیا۔

جنرل بپن راوت کو وزیر اعظم نریندر مودی نے دو سینئر افسران کو نظر انداز کر کے بری فوج کا سربراہ بنایا تھا، نظر انداز کیے جانے والے افسر میں ایک مسلمان بھی تھا، ملازمت سے سبکدوش ہونے کے قبل مرکزی حکومت نے ایک عہدہ ''سی ڈی اس'' کا وضع کیا اور سبکدوشی کے بعد یکم جنوری ۲۰۲۰ء کو انہیں اس عہدے پر مامور کر کے تینوں بری، بحری اور فضائی افواج کا مشترکہ سربراہ بنا دیا گیا۔ حالانکہ رسمی طور پر ہی سہی صدر جمہوریہ تینوں فوج کا سربراہ ہوتا ہے جو ''سول'' سے ہوتا ہے، اس کی وجہ سے فوج کی بغاوت اور مارشل لا کے لگانے کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں، جیسا پڑوسی ملک میں بار بار ہوتا رہا ہے۔ بپن راوت کے گذر جانے کے بعد نئے سربراہ کی تلاش جاری ہے۔

## کھلے میں نماز پر سیاست

ہریانہ کی منوہر لال کھٹر سرکار نے کھلے میں نماز پڑھنے پر پابندی لگا دی ہے، انہوں نے کہا کہ ''کھلے میدان میں مسلمانوں کو نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ہے، جسے نماز پڑھنا ہے وہ اپنے گھر پر پڑھے'' جن کھلے میدانوں میں پہلے مسلمانوں کو نماز جمعہ ادا کرنے کی اجازت دی گئی تھی اسے بھی منوہر لال کھٹر نے واپس لے لیا ہے، ہریانہ کی دیکھا دیکھی بہار میں بھی فرقہ پرستوں نے کھلے میں نماز ادا کرنے کو ممنوع قرار دینے کا مطالبہ شروع کر دیا ہے، گو بہار کے وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے یہ کہہ کر اس آواز کو دبا دیا ہے کہ ''ہماری نگاہ میں سبھی لوگ یکساں ہیں، سڑک پر نماز کوایشو نہ بنائیں، کہیں کوئی پوجا کرتا ہے، کہیں کوئی گاتا ہے'' وزیر اعلیٰ کے اس بیان کے بعد یہ معاملہ بہار کی حد تک ختم ہو گیا ہے، لیکن کب کس کو جوش آجائے اور اس راگ کو الاپنے لگے، کہا نہیں جا سکتا۔

وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے اس مسئلے پر جو کچھ کہا ہے، اس میں بہت دم ہے، اس لیے کہ غیر مسلموں کے سارے تہوار سڑکوں پر اور کھلے میں ہی ہوتے ہیں، ظاہر ہے ان پر پابندی لگانے کا دم خم حکومت میں نہیں ہے، ہریانہ کی کھٹر سرکار میں بھی نہیں، وہ راون کو جلانے کا کام گھر میں نہیں کر سکتے، میدان میں ہی جلایا جائے گا، رام لیلا کی ساری کہانی میدان میں ہی اسٹیج کی جاتی ہے، درگا پوجا کے سارے پنڈال سڑک کنارے ہی لگتے ہیں، چھٹھ کے موقع سے سڑک جام اور آمد ورفت کے راستوں کو بدلنا پڑتا ہے، ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے، ''جگ'' بھی کھلے میدان میں کیا جاتا ہے اور ہنومان چالیسہ کا پاٹھ کسی کے دروازے پر بھی ہو میلہ سڑکوں پر ہی لگتا ہے، احتجاج، مظاہرے اور دھرنے کھلے میدان میں ہی ہوتے ہیں، سڑکوں کو جام کر کے اپنی بات منوائی جاتی ہے، اس لیے وزیر اعلیٰ نے ''ہماری نگاہ میں سبھی لوگ یکساں ہیں'' کہہ کر یہی پیغام دینا چاہا ہے کہ پابندی صرف نمازوں پر نہیں لگے گی، سب یکساں ہیں تو پابندی کا اطلاق بھی سب پر ہونا چاہیے۔

اگر یہ پابندی مسلمانوں نے قبول کر لیا تو اس کے دور رس اثرات ہوں گے، جمعہ کے بعد عیدین کی نماز کھلے میں پڑھنے پر پابندی لگے گی، گاندھی میدان پٹنہ میں نماز ادا نہیں کی جا سکے گی، پھر کہا جائے گا جنازہ کی نماز بھی گھروں میں پڑھو، ایک طویل سلسلہ چل پڑے گا، اس لیے اس مسئلہ پر خاموش رہنا مصلحت کے بھی خلاف ہے، اگر حکومت اس قسم کی کوئی پابندی لگاتی ہے تو اسے اس کا حل بھی پیش کرنا چاہیے، اس کا حل یہ ہے کہ اوقاف کی زمینوں کو غیر قانونی قبضہ سے واگذار کر کے مسلمانوں کے حوالہ کیا جائے تاکہ وہ ان زمینوں کا استعمال جمعہ اور عیدین وغیرہ نمازوں کی ادائیگی کے لیے کر سکیں، حکومت اوقاف کی زمینوں کے غیر قانونی قبضہ کو ختم کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتی، کیوں کہ بہت ساری زمینوں پر خود حکومت کی عالیشان عمارتیں کھڑی ہیں، اور ان کے وقف کی جائیدا ہونے کی وجہ سے کرایہ یا لیز کی رقم بھی ادا نہیں کی جارہی ہے۔

ہندوستان صدیوں سے گنگا جمنی تہذیب کا مرکز رہا ہے، یہاں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے آرہے ہیں، ان کی عبادت کے اپنے اپنے طریقے ہیں، کسی کی عبادت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، یہاں کی روایت رہی ہے، اسی روایت کے نتیجے میں میدان میں پوجا بھی کی جاتی ہے اور حسب ضرورت نمازیں بھی پڑھی جاتی رہی ہیں، حالاں کہ مسلمان باجماعت نمازوں کے لئے مساجد جانا ضروری سمجھتا ہے، لیکن کسی موقع سے جماعت بڑی ہو جاتی ہے، تو وہ سڑکوں اور میدانوں میں پھیل جاتی ہے، بعض کمپنیوں میں مسلمان کام کرتے ہیں اور وہاں پر کوئی مسجد دور دور نہ ہو تو میدان کا استعمال نماز کی ادائیگی کے لیے کیا جاتا ہے، یہ مسلمانوں کا معمول نہیں ہے، وقتی ضرورت ہے اس پر واویلا مچانا یا پابندی لگانا ہندوستانی روایات کے خلاف ہے اور یہاں کی گنگا جمنی تہذیب کے بھگوا رنگ میں رنگنے کے مترادف بھی۔

منوہر لال کھٹر کو فوری طور سے اپنے اس حکم کو واپس لینا چاہیے تاکہ ہندوستان میں سبھی مذاہب کے احترام کی جو تابندہ روایت رہی ہے اس پر آنچ نہ آئے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

# امیر شریعت خامس: حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ

عارف باللہ، فنافی اللہ، رہبر شریعت، پیر طریقت، سابق نائب امیر شریعت، پانچویں امیر شریعت، سابق استاذ مدرسہ وارث العلوم نیا بازار چھپرا، سابق صدر مدرس مدرسہ حمیدیہ گودنا چھپرہ، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کا وصال حی کلنک شریف کالونی، پٹنہ میں ۲۹/ستمبر ۱۹۹۸ء مطابق ۸/ جمادی الآخر ۱۴۱۹ھ بروز منگل بوقت ساڑھے سات بجے شام ننانوے سال کی عمر میں ہوا، جنازہ کی نماز اگلے دن ۳۰/ستمبر کو گیارہ بجے دن میں امارت شرعیہ میں نائب امیر شریعت و ناظم امارت شرعیہ حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ نے پڑھائی، دوسری نماز جنازہ ۳/ بجے شام کو اسی دن مدرسہ حمیدیہ گودنا چھپرہ میں مولانا محمد مظہر صاحب مہتمم جامعہ سراج العلوم سیوان کی امامت میں ادا ہوئی، اور تدفین مسجد حمیدیہ کے اتر جانب احاطہ میں عمل میں آئی، پس ماندگان میں ایک لڑکا مولانا ابوداؤد سفیان اور دو لڑکیاں عائشہ صدیقہ (ولادت ۱۹۴۶ء) اور صالحہ بشریٰ کو چھوڑا، حضرت کی اہلیہ بی بی خیر النساء عرف گلو بو بو پہلے ہی رمضان ۱۹۸۷ء میں جنت مکانی ہو چکی تھیں، حضرت کی یہ دوسری اہلیہ تھیں، پہلی کے لاولد فوت ہونے کے بعد حضرت نے ان سے نکاح ثانی کیا تھا۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن بن منشی بشارت علی بن محمد بقاء اللہ عرف بکاء و بن فقیر الدین عرف فقیرہ بن محمد بہاء الدین کی ولادت ۱۹۰۳ء میں پورہ نوڈیہہ دربھنگہ میں ہوئی، ان کی والدہ کا نام بی بی بتولن تھا، ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی، آگے کی تعلیم مڈل اسکول دربھنگہ، مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ، دربھنگہ، مدرسہ اسلامیہ بتیا، مدرسہ حمیدیہ گودنا چھپرہ میں پائی، فضیلت کی سند مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ سے ۱۹۳۰ء میں اول پوزیشن میں حاصل کی اور طلائی تمغہ سے نوازے گئے، آپ کے نامور اساتذہ میں مولانا ریاض احمد صاحب سابق شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند، مولانا مفتی سہول احمد صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند، مولانا ظفر الدین بہاری مصنف مؤذن الاوقات اور صحیح البہاری، مولانا عبدالشکور آہ، مولانا دیانت حسین، اور مولانا شاہ عبید اللہ انجھری رحمہم اللہ کا نام آتا ہے۔

تدریسی زندگی کا آغاز مدرسہ محمودیہ راج پور ملک نیپال میں صدر مدرس کی حیثیت سے کیا، ۱۹۳۲ء میں مدرسہ وارث العلوم نیا بازار چھپرہ کے صدر مدرس بنے، ۲۹/ جون ۱۹۴۲ء میں مدرسہ حمیدیہ گودنا چھپرہ آ گئے اور دس سال تک صدر مدرس کی حیثیت سے خدمت انجام دی، سبکدوشی کے بعد اپنے استاذ و مرشد حضرت مولانا ریاض احمد صاحب سنت پوری کی حکم کی تعمیل میں تا زندگی مدرسہ حمیدیہ میں ہی قیام پذیر رہے اور آخری آرام گاہ بھی یہیں بنی۔

آپ کا علم انتہائی پختہ اور حافظہ بے مثال تھا، فقہ کی بیشتر متداول اور معروف کتابوں کی عبارتیں حافظہ کی گرفت میں تھیں، تصوف کے علوم و معارف، رموز و نکات سے بھی کامل واقفیت تھی، اس فن میں انہوں نے کسب فیض حضرت شاہ نعمت اللہ میاں عباد اللہ اندروا ضلع گوپال گنج، حضرت مولانا بشارت کریم گڑھولوی اور حضرت مولانا ریاض احمد صاحب بتیا ضلع مغربی چمپارن سے علی الترتیب کیا، اور ایک کے فوت ہونے کے بعد دوسرے سے منسلک ہوئے، چھ سال کی عمر سے کوئی نماز قضا نہیں ہوئی، نماز باجماعت کا اہتمام سنتوں کی پابندی، صلہ رحمی، اہل و عیال کے ساتھ حسن سلوک، مہمان نوازی، تقویٰ، پرہیزگاری، کم گوئی آپ کی زندگی کا لازمہ تھا، باجماعت نمازوں میں انہیں سورتوں کی تلاوت کرتے اور کراتے جن کا ذکر احادیث مبارکہ میں آیا ہے، ملک کی آزادی کے لیے انگریزوں کے خلاف جدوجہد میں بھی آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ جمعیت علماء کی عظیم الشان کانفرنس چھپرہ میں کروائی اور اس کے کاموں کو آگے بڑھانے میں اپنی توانائیاں لگائیں۔

امارت کے حوالے سے آپ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ نے بانی امارت شرعیہ حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ اور چاروں امراء شریعت کے ساتھ کام کیا اور ہر چار سے بیعت امارت کی، ۱۴/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۶/ جون ۱۹۷۳ء کو حضرت امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ نے آپ کو نائب امیر شریعت نامزد کیا اور تقریباً ۱۸/ سال آپ نے ان کے نائب کی حیثیت سے امارت شرعیہ کی خدمات انجام دیں، ۱۴/ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مطابق ۳۱/ مارچ ۱۹۹۱ء کو امارت شرعیہ کے جماعت خانہ میں مجلس شوریٰ اور مدعوئین خصوصی نے مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ کی تجویز پر آپ کو اختیار دیا کہ اس موضوع پر جس سے چاہیں مشورہ لے لیں، چنانچہ آپ نے حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا مفتی ظفیر الدین مفتاحی، مولانا احمد علی قاسمی، مولانا محمد قاسم مظفر پوری، مولانا صغیر احمد رحمانی، جناب ہارون رشید سابق چیرمین اقلیتی کمیشن حکومت بہار، مولانا عبداللہ، جناب فہیم الدین رحمہم اللہ اور مولانا محمد سعد اللہ اور حضرت شاہ امین اللہ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کو ایک الگ کمرہ میں بلا کر مشورہ کیا، تمام حضرات نے بیک زبان متفقہ طور پر آپ کو پانچویں امیر شریعت کی حیثیت سے منتخب کیا، امیر شریعت خامس نے امیر کی حیثیت سے ساڑھے سات سال خدمت انجام دیں، نائب امیر شریعت کے طور پر ان کے مہ و سال کو جوڑ دیا جائے تو یہ مدت ساڑھے پچیس سال بنتی ہے، اس دور میں بھی حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور مولانا سید محمد نظام الدین صاحب رحمہما اللہ نے امیر شریعت کی دعاء نیم شبی اور آہ سحر گاہی کے ساتھ ان کے دست و بازو بن کر کام کیا اس طرح امارت کے کام میں مزید وسعت پیدا ہوئی، مولانا سجاد میموریل اسپتال میں کئی شعبوں کا اضافہ ہوا، اور ٹیکنیکل تعلیم کے ادارے وجود میں آئے، جس سے نوجوانوں کو معاشی اعتبار سے خود کفیل بنانے کا بڑا کام لیا گیا، تربیت افتاء و قضاء کا کام پہلے امارت شرعیہ کے دار الافتاء، دار القضاء اور قضاء کی تربیت کے لیے منعقد تربیتی اجتماعات سے لیا جاتا تھا، حضرت کے وقت میں المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء جیسا ادارہ وجود میں آیا، جس سے ہر سال پچیس مفتیان و قضاۃ تربیت لے کر نکل رہے ہیں۔

پانچویں امیر شریعت، حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور مولانا سید نظام الدین صاحب رحمہما اللہ پر بے پناہ اعتماد کرتے تھے اور اپنے دور میں تعمیری و ترقیاتی کاموں کو انہیں کی طرف منسوب کیا کرتے تھے، فرمایا کرتے: ناظم صاحب اور قاضی صاحب یہی دونوں امارت کے روح رواں ہیں، مجھ کو ..... انتشار و افتراق مسلمانوں میں نہ ہو اور ادارہ کو نقصان نہ ہو اس وجہ سے امیر شریعت چن دیا تو اختلاف سے تو مسلمان بچ گئے۔ کام تو یہی حضرات کرتے ہیں، میں تو صرف دعا کرتا ہوں (حیات عبدالرحمٰن ص ۲۱۹-۲۲۰)

مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے معارف اعظم گڈھ میں حضرت کے انتقال پر اداریہ لکھا تھا، یہی اس مضمون کا مسک الختام ہے۔

”گو مولانا عبدالرحمٰن صاحب کی امارت کا دور سات آٹھ برس کے قلیل زمانے کو محیط ہے، تاہم یہ بڑا زریں عہد تھا جس میں امارت کے مختلف شعبوں میں بڑی وسعت و ترقی ہوئی، مالی و انتظامی حیثیت سے بھی یہ دور مستحکم رہا، کئی اہم دینی تعلیمی اور فلاحی ادارے وجود میں آئے، سماجی خدمت، ریلیف اور راحت رسانی کے متعدد کام انجام پائے، تبلیغ و دعوت دین کا کام بڑے پیمانے پر ہوا، علمی، تعلیمی اور تربیتی نظام بہتر رہا، بہت سے دینی مکاتب قائم ہوئے، عصری و دینی درسگاہوں کا نظام مستحکم ہوا، ٹیکنیکل تعلیم کے شعبے کھلے، مولانا سجاد اسپتال کو وسعت و ترقی ملی، مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ، المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء اور وفاق المدارس الاسلامیہ بہار وغیرہ کا قیام عمل میں آیا“ (حیات عبدالرحمٰن ص ۶۵-۶۶)

اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور امارت شرعیہ کے کاموں کے آگے بڑھانے کا ہم سب کو حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین

---

## کتابوں کی دنیا

✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

### پیٔے تفہیم

مظاہر حسن، قلمی نام مظہر وسطوی (ولادت ۷ر دسمبر ۱۹۸۶) بن ماسٹر محمد انظار الحسن حسن پور وسطی مہوا، ویشالی کے رہنے والے ہیں، شعر و سخن کا ذوق دادا، داؤد حسن صاحب (م ۲۶ر فروری ۲۰۱۸ء) سے ورثہ میں ملا ہے، ان کے چچا انوار الحسن وسطوی کا شمار ہندوستان کے بڑے ادیب، قلم کار، تنقید نگار اور اردو ادب کے بڑے خادموں میں ہوتا ہے، مظہر وسطوی قوس صدیقی پھلواری شریف کے شاگرد ہیں، درس تدریس کے ساتھ مشق سخن جاری ہے، اصلاً غزل کے شاعر ہیں، حمد و نعت اور نظم بھی کہہ لیا کرتے ہیں، ان کی شاعری پر ہندی ساہتیہ سمیلن کی جانب سے پروفیسر ثوبان فاروقی ایوارڈ ۲۰۱۸ء میں مل چکا ہے، بڑوں کی حوصلہ افزائی نے شعر و سخن کے میدان میں ان کے حوصلے کو بلندی عطا کی ہے، اور اسی بلند حوصلگی کا ثبوت ان کا یہ شعری مجموعہ ”پئے تفہیم“ ہے۔

پئے تفہیم کی شعری کائنات ایک حمد، دو نعت، پینسٹھ (۶۵) غزلوں اور سات نظموں پر مشتمل ہے، کتاب کا انتساب ”نئی تشکیلات کے نمائندہ شاعر استاذ ذی وقار محترم قوس صدیقی کے نام“ ہے، نثری حصہ میں مظہر وسطوی کے حرف ابتدا کے ساتھ ڈاکٹر بدری محمدی کا ”مظہر وسطوی کے ذوق سخن کی بالیدگی“ اور نذر الاسلام نظمی کی ”پئے تفہیم - میری نظر میں“ بھی شامل کتاب ہے، ایک سو بانوے (۱۹۲) صفحات کی اس کتاب کے بتیس (۳۲) صفحات اس پر صرف ہوئے ہیں، ڈاکٹر بدر محمدی نے وسیع کینوس میں مظہر وسطوی کی شاعری کا جائزہ لیا ہے اور اس کے در و بست کو پیش کیا ہے، جس سے قاری مظہر وسطوی کی شاعری سے اپنے کو قریب محسوس کرتا ہے، نذر الاسلام نظمی اچھا لکھتے ہیں، مختصر لکھنے کے عادی ہیں، بہت دنوں سے مضمون نگاری سے اپنا رشتہ توڑ رکھا تھا، مظہر وسطوی کی شاعری نے ان کو لکھنے پر مجبور کر دیا، یہ خود اپنے میں بڑی بات ہے، اس حوالہ سے اہل ادب ان کے شکر گذار ہیں، خواہش ہوتی ہے کہ وہ لکھتے رہیں اور اپنی ادبی، فنی اور تنقیدی صلاحیتوں کو ضائع ہونے سے بچالیں۔

اردو ڈائرکٹوریٹ، محکمہ کابینہ سکریٹریٹ کے جزوی مالی تعاون سے اس کتاب کی طباعت ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی سے ہوئی ہے، کاغذ، طباعت، جلد اور سرورق خوبصورت ہے، البتہ پروف کی غلطیاں رہ گئی ہیں، نثر میں پروف کی غلطی سے بڑا فرق نہیں پڑتا، لیکن شعری مجموعے میں پروف کی غلطی قافیہ کو تنگ اور شعر کو اوزان و بحور سے خارج کرنے کا کام کرتی ہے، اس لیے اس پر توجہ کی خاص ضرورت ہوتی ہے، کتاب ایک سو بانوے (۱۹۲) روپے دے کر بک امپوریم سبزی باغ پٹنہ، دفتر کاروان ادب حاجی پور اور نور اردو لائبریری حسن پور گنگھٹی، بکساما ویشالی 844122 سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

مظہر وسطوی جوان سال ہیں، جوانوں کی ذہنی ترنگ عموماً عشق و محبت، وارفتگی، شوق فراواں کے گرد گھومتی رہتی ہے، داغ اسکول کی طرح کاکل و گیسو اور سودائے قلب میں پنہاں محبت کا تذکرہ اب اس انداز میں نہیں ہوتا، کیوں کہ بقول فیض ”اور بھی غم ہیں زمانے میں محبت کے سوا“، یہ غم روزگار ہمارے دور کے شاعروں کو راتوں کی اختر شماری تک نہیں لے جاتا، وہ محبت کرتا ہے، لیکن اتنا ٹوٹ کر بھی نہیں کہ مجنوں کی طرح صحرا نوردی پر اتر آئے اور فرہاد کی طرح دودھ کی نہر نکالنے کی سعی لا حاصل میں اپنی توانائی لگا دے، پئے تفہیم کے شاعر مظہر وسطوی کے یہاں بھی محبت کی روداد ملتی ہے، تخیل کی وادی میں سرگشتی کرتے ہوئے وہ بہت کچھ سوچتے ہیں اور اسے شعر میں ڈھالتے رہتے ہیں، ان کے اشعار پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم میر و غالب کی صدی سے بہت دور آ کر اپنی صدی میں جی رہے ہیں۔

شاعر مستقبل کا پیغام بر ہو یا نہیں وہ اپنے دور کا پیام بر ہوتا ہے، وہ جس دور میں جیتا ہے اس کی پوری عکاسی اس کی شاعری میں در آتی ہے، اسی کو ادباء عصری حسیت سے تعبیر کرتے ہیں، مظہر وسطوی کی شاعری میں عشق و محبت کے ساتھ عصری حسیت پر مشتمل اشعار بھی ملتے ہیں، وہ اپنی شاعری میں عدالت کی بے حسی کا رونا روتے ہیں اور گناہ گاروں کو فرشتہ مان لینے پر ماتم کرتے ہیں، جب وہ شہروں کے احوال بتاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ”یہاں مظلوم لوگوں کی کراہیں بات کرتی ہیں۔“ وہ کہتے ہیں کہ زمانے کی روش اس قدر خراب ہو گئی ہے کہ ترقی کو تھامے عذاب آ رہا ہے، لوگوں نے آج جس کو مسیحا سمجھ لیا وہ تو کبھی انسانیت کا محافظ بھی نہیں رہا ہے۔

مظہر وسطی نے عصری حسیت کے ساتھ مذہبی اقدار و اطوار کو بھی موضوع سخن بنایا ہے، وہ کلام اللہ پڑھ کو پھونک دینے سے مدت تک پانی پر اثر رہنے کو شعر کے قالب میں ڈھالتے ہیں، نعرہ صلی علیٰ کو جہاں میں اپنے وجود و بقا کی ضمانت سمجھتے ہیں، ردائے فاطمہ اور رنگ فاطمہ کی بات کرتے ہیں تو تخیلات میں اسلامی افکار موجزن ہوتے ہیں، مذہبی روایات اور تاریخی واقعات کو شعر بند کرنے کے لیے جن الفاظ کا استعمال کرتے ہیں وہ ان کی دینی اور مذہبی شعور کو بتاتا ہے۔

مظہر وسطوی اپنی خودی اور خودداری کی حفاظت کرنے کے بھی قائل ہیں، گو وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

Scanned with CamScanner

باتیں میر کارواں کی

# سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی
نائب امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ واستاذ حدیث دار العلوم وقف دیوبند

دین وشریعت کے نگہبان اور ملت اسلامیہ کے قافلۂ سخت جاں میر کارواں حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانیؒ کی زندگی، کارنامے اور ملی درد کو، ان گنہگار آنکھوں نے جو کچھ دیکھا ہے، اسے صرف ایک مختصر مضمون میں بیان کرنا مجھ جیسے کوتاہ ذہن کیلئے مشکل ہے۔ ایک سرا سمیٹتا ہوں تو دوسرا بکھر جاتا ہے اور سوچتا ہوں کہ سادگی کی زندگی جینے والی عظیم شخصیت؛ آخر کیسے اپنی قوم اور سماج کو جگانے اور منہاج نبوت پر لانے کیلئے اتنے سارے محاذوں پر مورچہ لئے ہوئے تھا؟...... 'سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے۔

والد سے زیادہ شفقت وتربیت دینے والے اپنے شیخ اور ولی کامل کے بارے میں صرف اتنا کہوں گا کہ ان کی عمر ملت کے بکھرے ہوئے گیسو سنوارنے اور صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے تگ ودو میں گزری۔ قوانین شرعی کی حفاظت اور اس کے عملی نفاذ کے لئے وہ جس قدر بے چین ومضطرب تھے، اس کا صحیح اندازہ وہ لوگ زیادہ لگا سکتے ہیں، جنہوں نے ان کی صبح وشام، رفتار وگفتار، کردار وعمل اور ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو نہایت قریب سے دیکھا ہے، میں ان سے دور دیوبند میں ضرور تھا لیکن روحانی اور فکری اعتبار سے بے حد قریب۔ ملی اور مذہبی مسائل پر تسلسل کے ساتھ ان کی ہدایت اور رہنمائی ملتی رہتی جو میرے لئے مشعل راہ کا کام کرتی۔ میں تو یہی کہوں گا کہ بیسویں صدی میں ان جیسا علم وعمل کا پیکر اور عزم وہمت کا کوہ گراں کم ہی پیدا ہوا اور سچی بات یہ ہے کہ وہ مسلمانوں میں بیک وقت اصلاحی، سماجی، سیاسی، تعلیمی اور فکری انقلاب چاہتے تھے۔

جب حضرت مولانا محمد ولی رحمانی امارت شرعیہ کے ساتویں امیر شریعت منتخب ہوئے تو ان کی دردمندی اور ملی بے چینی بڑھ گئی تھی، کئی موقعوں پر بلا کر مجھ سے اس کا خصوصی طور پر اظہار کیا۔ ہنر مند ہاتھوں اور فکر مند دماغوں کو جمع کرنے اور ان سے ملی کام لینے کی خاص صفت تھی۔ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے مقاصد کو بلند کرنے کیلئے ورک کلچر کو نئی جہت دی، تمام شعبوں کو فعال بنایا، مسلمانوں کو حوصلے کے ساتھ جینے کا سبق دیا اور طریقہ بھی بتایا۔ وہ امارت شرعیہ کی نگرانی میں مذہبی ماحول میں دینی تعلیم گاہوں کے قیام کے ساتھ عصری اداروں کا جال بچھانا چاہتے تھے ہر مسلم آبادی میں اس طرح کے ادارے کھولنے کے مقاصد سے قدم بڑھا دیئے تھے، بہار، بنگال، اڈیشہ وجھارکھنڈ میں کام شروع کر دیا تھا، یہ ان کا ڈریم پروجیکٹ تھا، پروردگار ان کے ارادے کی تکمیل فرمائے، آمین۔

حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ کو ملی حمیت اور کام کرنے کی فکر ورثے میں ملی تھی، ویسے یہ بات بھی مسلم ہے کہ حضرت کو جو نسبتیں اپنے باپ دادا سے وراثت میں ملی تھیں، وہ ان کی شہرت وناموری اور عظمت کی بلندی کے لئے کافی تھی لیکن انہوں نے اس پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اپنی الگ شناخت بنائی۔ آباء واجداد کی جلائی شمع کی لو کو تیز کیا، سخت سے سخت حالات اور تیز وتند آندھی میں بھی اسے جلائے رکھا۔ تین طلاق بل کے معاملے میں جب انہوں نے دیکھا کہ بی جے پی حکومت قوانین اسلامی پر شب خون مارنا چاہتی ہے تو برداشت نہ کر سکے اور پورے ملک کا دورہ کر کے اپنی بے چینی کا اظہار علماء، دانشوران اور ماہرین قانون سے کیا۔ اپنی فراست ایمانی، ملی غیرت اور عزم وہمت وخود اعتمادی کے ساتھ فضا تیار کی۔ بیش قیمت لٹریچرس خود تحریر فرمائے اور کچھ دوسروں سے لکھوائے اور انہیں مختلف زبانوں میں شائع کروا کر مسلمانوں کو اپنے عائلی قوانین کے تحفظ کے سلسلہ میں شعور وفکر اور علم وآگہی سے نوازا اور شریعت پر کسی بھی جانب سے ہونے والے حملوں کا جواب دینے کیلئے لوگوں کو تیار کیا، رائے عامہ ہموار کی؛ لیکن افسوس کہ سیاسی قوت کے فقدان کی وجہ سے ہر ممکن کوشش کے باوجود طلاق ثلاثہ قانون کو روک نہ سکے، جس کا ملال حضرت کو آخری عمر تک رہا۔ حضرت کی پیدائش مونگیر کے خانقاہی ماحول میں 5 جون 1943ء کو ہوئی تھی، ابتدائی تعلیم بھی 1946ء میں خانقاہ وجامعہ رحمانی سے وابستہ بزرگوں کی بے مثال دیکھ ریکھ میں ہوئی تھی۔ 1961ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے فراغت پائی، جب کہ 1964ء میں دارالعلوم دیوبند سے ممتاز نمبرات کے ساتھ اعلی دینی تعلیم مکمل کی۔ عصری دانش گاہوں سے بھی خوب خوب استفادہ کیا تھا، 1970ء میں بھاگل پور یونیورسٹی سے تاریخ میں ایم اے کی ڈگری حاصل کر کے فکر کو جلا بخشی۔ طفولیت کا دور خانقاہ میں گزرا، سن شعور بھی یہیں پروان چڑھا، عہد شباب کا اتار چڑھاؤ یہیں دیکھا اور ضعیفی کے ایام دینداری اور مسلسل پلاننگ میں گزرے۔ مولانا محمد ولی رحمانی کو اولاً سیاست داں کے طور پر شمار میں لایا جائے یا ایک روشن خیال عالم دین کے طور پر ان کی شخصیت کو سمجھا جائے، یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے، آپ نے سیاست کی گلیاروں سے خانقاہ کی خلوت نشینی اور عوامی تقریبات سے لے کر لیڈران کی خاص مجالس تک، ہر جگہ اور ہر طرح سے فرائض منصبی نبھانے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ سیاست میں عملاً شامل رہے لیکن بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں کے مصداق وہ گندی سیاست سے دور رہے۔ انہوں نے 1974ء سے 1996ء تک بہار قانون ساز کونسل کے رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ اپنے والد ماجد امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 1991ء کے بعد سے خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشین اور جامعہ رحمانی مونگیر کے سرپرست رہے۔ وہ اپنی وفات تک آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی کا ماننا تھا کہ ملک کے سلجھے ہوئے نوجوان بلند ارادوں اور مضبوط یقین کے حامل ہیں جنھیں کسی بھی میدان میں اتاریں تو وہ وہاں سے کامیابیاں ہی سمیٹ کر لائیں گے، بس انھیں صحیح رہنمائی اور حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔ اس کے پیش نظر رحمانی 30 کا قیام عمل میں لایا یہ ایک ایسا پلیٹ فارم ہے، جہاں عصری تعلیم کے متعدد شعبوں میں معیاری اعلی تعلیم وقومی مقابلہ جاتی امتحانات کے لیے طلبہ کو تیار کیا جاتا ہے۔ اس ادارہ سے ہر سال NEET اور JEE میں 100 سے زائد طلبہ منتخب ہوتے ہیں۔ رحمانی فاؤنڈیشن، بی ایڈ کالج مونگیر اور درجنوں عصری اداروں کی نگرانی حضرت کی زندگی کی تڑپ کو بتاتی ہے۔ قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ نے 1927ء میں جامعہ رحمانی قائم کیا؛ لیکن 1934ء کے ہولناک اور قیامت خیز زلزلے میں جامعہ رحمانی کو بند کرنا پڑا جو نئے سرے سے 1942ء میں شروع ہوا۔ امیر شریعت رابعؒ کے بعد اسے عالمی معیار کا ادارہ بنانے میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلیدی رول ہے۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ہمارے ملکی اور معاشرتی حالات دن بدن خراب ہوتے جا رہے ہیں کسی ایک خرابی کی طرف توجہ دی جاتی ہے تو کوئی دوسری خرابی سامنے آ جاتی ہے حکومت اور ریاست جن کو ہمارے معاشرے کی تنزلی کا سفر روکنے میں اپنا ٹھوس کردار ادا کرنا چاہیے، وہ خود جانبدار ہو گئی ہے۔ ان پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا حکومت اور ریاستی ادارے اپنی اپنی سیاست اور طاقت کے حصول کی لڑائی لڑنے میں مصروف ہیں، نتیجے میں مسلم معاشرہ ہر گزرتے دن کے ساتھ بد سے بدتر ہوتا جا رہا ہے، ایسے حالات میں تنہا کوئی فرد یا ادارہ سارے محاذوں کو قابو نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے سبھوں کو خاص طور پر حساس، تعلیم یافتہ مسلم نوجوانوں، علماء اور فکر مند عوام کو آگے آنے اور عملی اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔

ملک وملت کو جب حضرت امیر شریعت سابعؒ کی شدید ضرورت تھی، وہ خاموشی سے چلے گئے۔ پت جھڑ کی طرح کورونا دبا کے سفاک موسم نے ہم سے ان کو چھین لیا جس کی ٹیس کبھی کم نہ ہوگی، ان کے جانے سے ملک وملت خون کے آنسو رو رہا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے حصے کا کام کر گئے، پیچھے رہ جانے والوں کیلئے ذمہ داریاں چھوڑ گئے ہیں، اب ہمیں فکر کرنی ہے کہ امت کا یہ قافلہ کیسے آگے بڑھے گا۔ میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی زبان میں قوم وملت کے لئے بس یہ دعاء کرتا ہوں کہ:

احساس عنایت کر آثار مصیبت کا ☆☆☆ امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے

# حکایات اہل دل

ککھ: مولانا رضوان احمد ندوی

صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اولیاء اور صوفیاء کرام کے کشف وکرامات اور خوارق عادات کے تذکروں سے جہاں ہمارے ایمان ویقین میں پختگی پیدا ہوتی ہے، وہیں اندازہ ہوتا ہے کہ ان اخیار امت نے اپنے عہد کے مسلمانوں کے مذہب، اخلاق، معاشرت اور سیاست کو کس طرح سنوارا، جس سے اسلام کی شوکت وعظمت قائم ہوئی، آیئے! یہاں ہم اس سلسلہ کے چند واقعات بیان کرتے ہیں، جن کے مطالعہ سے دل میں گداز پیدا ہوتا ہے اور کچھ کر گذرنے کا جذبہ ابھرتا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تقویٰ!!: ایک دفعہ کوفہ میں لوٹ مار کی چند بکریاں آ گئیں۔ اہل کوفہ کی بکریوں کے ریوڑ بھی وہاں چرتے تھے۔ وہ بکریاں آ کر ان میں شامل ہو گئیں۔ جب لوٹ مار کی بکریوں کو الگ کیا گیا، تو پتہ چلا کہ ان میں سے ایک بکری کم ہے۔ ہوا یہ تھا کہ وہ بکری اہل کوفہ کے کسی ریوڑ میں شامل ہو گئی تھی۔ لیکن پتہ چلانا دشوار تھا کہ بکری کس ریوڑ میں شامل ہوئی ہے۔ اور کونسی بکری ہے۔ بہت تلاش کی اور جستجو کی گئی مگر ناکامی ہوئی، حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کو اس تمام واقعہ کا علم ہوا۔ آپؒ نے پوچھا کیا اس بکری کا بالکل پتہ نہیں چل سکا۔ جواب ملا بہت تلاش کی مگر ہم پتہ نہ لگا سکے آپؒ نے پوچھا کہ ایک بکری کی عمر کتنی ہوتی ہیں۔ کسی نے جواب دیا پانچ سال کسی نے جواب دیا چھ سال ایک شخص نے جواب میں کہا کہ بکری زیادہ سے زیادہ سات سال تک زندہ رہتی ہیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ میں اب سات سال تک کوفہ میں بکری کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس چوری کی بکری کا گوشت میرے کھانے میں آ جائے، حالانکہ اگر ایسا ہو جائے اور اس بکری کا گوشت آپؒ کے کھانے میں آ بھی جائے تو آپؒ اس سے قصوروار نہ ہوتے کیونکہ آپؒ نے تو گوشت قصاب سے خرید کر پکوایا۔ مگر امام اعظم ابوحنیفہؒ کے تقویٰ نے یہ گوارہ نہ کیا کہ وہ چوری کی بکری کا گوشت نادانستہ کھانے کی غلطی کر بیٹھیں اسی مقصد کیلئے انہوں نے سات سال تک بکری کا گوشت نوش نہ فرمایا۔ (ماہنامہ الدعوۃ الی اللہ ج:۱، شمارہ:۱۱، ص:۱)

**عبرت ونصیحت**: مولانا روم نے مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ "ایک آقا اور اس کے ملازم کہیں جا رہے تھے مسجد کے پاس سے گذرے تو ملازم نے کہا کہ "میں ذرا نماز ادا کر لوں" آقا باہر کھڑا رہا ملازم اندر چلا گیا، نماز ادا کی، دل لگ گیا، اللہ کی یاد میں مشغول ہو گیا، آقا باہر کھڑا تنگ آ گیا، اس نے آواز دے کر کہا، تمہیں کس نے اندر پکڑ رکھا ہے، ملازم نے جواب دیا جس نے آپ کو باہر پکڑ رکھا ہے۔

**باوضو دودھ پلانے کی برکت**: ایک دفعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے بنگال کا سفر کیا، آپ کے سفر میں کئی لوگ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، بہت سے لوگوں نے توبہ پر بیعت کی، جب آپ گھر تشریف لائے تو چہرے پر خوشی کے آثار تھے، ماں نے پوچھا معین الدین بہت خوش نظر آتے ہو؟ کہنے لگے کہ اماں: "اس لئے کہ سات لاکھ، ہندوں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور ستر لاکھ مسلمانوں نے میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کی، اس لئے آج میرا دل بہت خوش ہے، ماں نے کہا بیٹا یہ تیرا کمال نہیں ہے، یہ تو میرا کمال ہے، فرمایا مگر ماں بتائیں تو سہی کیسے، ماں نے جواب دیا کہ بیٹا جب تم پیدا ہوئے تو میں نے کبھی بھی زندگی میں تمہیں بلا وضو دودھ نہیں پلایا، آج اس کی برکت ہے کہ تمہارے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ لاکھوں لوگوں کو کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرما دی، اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کی شخصیت کو نکھارنے میں ماں کا کردار ورول اہم ہوتا ہے، اگر آپ غور کریں گے تو ہر کامیاب شخص کے پیچھے اس کی ماں کا کردار نظر آئے گا۔

**مولانا آزاد کا حکیمانہ جواب**: ایک دفعہ وائسرائے ہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد سے ملاقات کرنے انکے گھر آیا ہے، اور اسکے ساتھ ترجمان بھی آیا، جو انگریزی کا ترجمہ کر کے مولانا آزاد کو سناتا اور مولانا کی گفتگو کا ترجمہ کر کے اسکو سناتا، ہوا کچھ یوں کہ ترجمان انگریزی کا ترجمہ کچھ درست نہ کر سکا جس پر مولانا آزاد نے اس سے کہا یہ اسطرح نہیں، اسطرح ہے۔

گفتگو کے اختتام پر وائسرائے ہند نے مولانا سے فرمایا آپکو انگریزی آتی ہے تو انگریزی میں گفتگو کیوں نہیں کی؟ مولانا آزاد نے بڑا عجیب جواب دیا، فرمایا: آپ پانچ سو میل دور سے آ کر اپنی زبان نہیں چھوڑتے، میں اپنے ہی گھر میں کیسے اپنی زبان چھوڑ دوں، اس اقتباس میں ان لوگوں کے لئے سبق ہے جو انگریزی کے دو لفظ سیکھ کر بہت فخر محسوس کرتے ہیں۔

**مولانا جوہر کی ظرافت**: حضرت مولانا محمد علی جوہر رام پور کے رہنے والے تھے، انہیں ایک دفعہ سیتاپور جانے کا اتفاق ہوا، کھانے کے منتظمین نے دریافت کیا، مولانا! آپ کوئی میٹھی ڈیش تو پسند نہیں کریں گے، کیونکہ مولانا شوگر کے مریض تھے اور میٹھا کھانا کھانے سے ڈاکٹروں نے منع کر رکھا تھا، مولانا نے جواب دیا بھائی، میٹھا بے شک میرے لئے ممنوعہ ہے مگر سسرال تو میں میٹھا کھانے سے انکار نہیں کر سکتا، سسرال کے لفظ سے میزبان چونکے اور مولانا سے دریافت کیا حضرت ہمیں تو معلوم نہیں تھا کہ آپ کا سسرال سیتاپور ہے، مولانا نے فرمایا، ارے رام پور سے سیتاپور آیا ہوں، آپ کو ابھی تک رام اور سیتا کے رشتہ کا بھی پتہ نہیں؟

Scanned with CamScanner

# معاشرتی اصلاح کا نمایاں پہلو

مولانا محمد فرمان ندوی

معاشرہ افراد کے مجموعہ کا نام ہے، افراد اگر صالح ہوں تو معاشرہ خود بخود صالح ہوگا، اگر ان میں ایمان اور عمل صالح کی صحیح تخم ریزی ہوجائے تو عہد رسالت کا نمائندہ اور قرن اول کا شاہکار ہوگا، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ فرماتے ہیں: ''معاشرہ کا یہ عیب نہیں کہ وہ فاسد الاخلاق ہوگیا، خطرہ کی بات یہ ہے کہ معاشرہ فاسد المزاج ہوگیا ہے، اور کسی معاشرہ کا فاسد الاخلاق ہونا اتنا خطرناک نہیں ہے، اس کے لئے سو تدبیریں ہیں لیکن جب معاشرہ فاسد المزاج ہوجائے تو پھر دوا بھی اثر نہیں کرتی، اس وقت معاشرہ کی خبر لینے کی ضرورت ہے''۔ (دعوت وفکر وعمل:۱۰۱)

**سابقہ قوموں کا مشترکہ مرض**: قرآن نے جامع تعلیمات کا ایک پورا مرقع پیش کیا ہے، اس میں معاشرہ کے تمام امراض کا مناسب علاج موجود ہے، اولوالعزم انبیاء کے واقعات کا تذکرہ بطور خاص کرکے ان کی عملی شکل پیش کی ہے، معاشرہ میں سب سے بڑی برائی عقیدہ کی خرابی اور اس کا بگاڑ ہے، قرآن نے انبیاء کرام کو جو تعلیمات دیں ان میں اصلاح عقائد کو خاص اہمیت دی ہے، سابقہ قوموں میں عقیدے کے بگاڑ کے ساتھ متنوع امراض پائے جاتے تھے، مثلاً قوم عاد میں شرک کے ساتھ تکبر، اور ظلم، قوم ثمود میں شرک کے ساتھ کاریگری پر فخر، قوم لوط میں شرک کے ساتھ لواطت، قوم مدین میں شرک کے ساتھ ناپ تول میں کمی، فرعون خدائی دعوی کے ساتھ دوسروں کو حقیر سمجھنا، یہی وجہ ہے کہ ہر قوم کے نبی کو توحید کا مبلغ اور داعی بناکر بھیجا گیا، یہ حقیقت کہ شرک سب سے بڑی ذلت اور توحید سب سے بڑی عزت ہے، سورہ حج میں آیا ہے کہ (جو شرک کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ وہ آسمان سے زمین پر آگیا ہو، چاہے اس کو پرندے اچک لیں یا وہ ہوا کے دوش پر دور دراز علاقوں میں جا پڑے)۔ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی معاشرتی برائیوں کے پیدا ہونے کے اسباب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''معاشرتی برائیاں نام ہے عقل وارادہ کی کمی کا، جب انسان میں عقل وارادہ کمزور پڑجاتا ہے تو وہ برائی کی طرف مائل ہوجاتا ہے، جس سے معاشرہ تباہ ہوجاتا ہے، انسانی افراد واجتماع کو روحانی اور مادی نقصان پہونچتا ہے، بلکہ یہ برائیاں جب کسی قوم میں عام ہوجاتی ہیں تو قوم وملت کی ہلاکت وبربادی کا سبب بنتی ہیں''۔ (قرآن مجید انسانی زندگی کا رہبر کامل:۳۲۳)

**معاشرتی مسائل پر مبنی سورتیں**: معاشرے کی اصلاح کے لئے پورے قرآن میں جہاں جامع تعلیمات پیش کی گئی ہیں وہیں بعض سورتوں میں خاص طور سے ان کی نشاندہی کی گئی ہے، مکی سورتوں میں عام طور پر اصلاح عقائد اور اخلاقی تعلیمات کو پیش کیا گیا ہے، مدنی سورتوں میں معاملات اور معاشرت کے اصول وضوابط ذکر کئے گئے ہیں، قرآن کی جن سورتوں میں معاشرت کے مسائل کو موضوع بنایا گیا ہے ان میں سورۂ نساء، سورۂ احزاب، سورۂ حجرات، سورہ طلاق اور سورہ نور ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض علماء کے نزدیک ان سورتوں کو ہر گھر میں بار بار پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے، یہ سورتیں اپنے مضامین کے ساتھ آج بھی ہر کلمہ گو کے لئے اصلاح معاشرہ کے نمایاں اصول فراہم کرتی ہیں۔

**اصلاحی مشن کے تدریجی مراحل**: ہر انسان چاہے وہ مرد ہو یا عورت، اس کو اللہ تعالیٰ کے اوامر کو ماننے اور منہیات سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوہ (رسول جو تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے باز رکھیں اس سے دور رہو)۔ یہ دونوں امر عمل کرنا اور باز رہنا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک انسان کے اندر دو جذبات مکمل شکل میں موجود نہ ہوں: (۱) شوق (۲) خوف، اسلام کی تمام عبادت میں یہی امور مضمر ہیں، یا تو انسان جنت، اس کی نعمتوں کے شوق میں کرتا ہے یا جہنم اس کے عذاب کے ڈر سے گناہوں، جرائم سے باز رہتا ہے اور یہ دونوں امور اللہ تعالیٰ کی ذات کے ہمہ وقت استحضار سے حاصل ہوتے ہیں، اسی کو حدیث پاک میں احسان سے تعبیر کیا گیا ہے کہ انسان اللہ کی عبادت اس طرح کرے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے، اور اگر یہ کیفیت نہ پیدا ہو تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس پر نظر ہے، یہ احسانی کیفیت انسان کو ہر قسم کے جرائم سے باز رکھتی ہے۔

**جرائم پر کنٹرول پانے کے تین مرحلے**: قرآن نے اصلاح ودعوت کا یہ اصول مرتب کیا ہے کہ پہلے مرحلہ میں ذہن سازی کی جائے، فضائل اور آداب کے ذریعہ سے طبیعتوں کو تیار کیا جائے، نقصانات اور خسارے کی وضاحت کرکے اس کے منفی اثرات سے بچا جائے، اسی کو قرآن نے تزکیہ سے تعبیر کیا ہے، تزکیہ کا عمل انبیاء کے مشن کا حصہ اور ان کے دعوتی پروگرام کا جز لاینفک ہے، دوسرے مرحلے میں ایسے اسباب ووسائل پر پابندی عائد کی ہے جو گناہوں کو فروغ دینے والے ہیں، اور ان کو دیکھ کر جرائم کا گراف بڑھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے جب شراب کو حرام کیا تو اس کے ساتھ ان برتنوں کے استعمال پر بھی پابندی عائد کی جن کو دیکھ کر شراب کی یاد تازہ ہوگی، چنانچہ ایسے وسائل حرام کئے گئے، جو شر تک پہونچانے والے ہیں، اسی کو فقہاء نے سد للذرائع ممانعت سے تعبیر کیا ہے، تیسرے مرحلے میں حدود وقصاص کے ذریعہ جرائم کی روک تھام کی ہے، اس طرح کچھ طبیعتیں فضائل کے اثرات سے گناہوں سے باز رہتی ہے، اور کچھ اسباب ووسائل کے استعمال نہ کرنے سے گناہوں سے دور رہتی ہیں اور کچھ سختیوں اور سزاؤں کے ڈر سے اپنے کو حرام کردہ چیزوں سے دور رکھتی ہیں، رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ نے معاشرہ کو برائیوں سے پاک کرنے کے لئے کئی اقدامات کئے، ''رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور آپ نے جرم وگناہ کے اس جنگل کو صدق وصفا اور محبت ووفا کی بستی بنادیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے تین طریقہ استعمال کئے، اول دلوں کا تزکیہ اور لوگوں کی فکر اور سوچ میں انقلاب، دوسرے ان اسباب ومحرکات کا سدباب جو جرم میں معاون ہوتے ہیں، تیسرے سنگین جرائم پر سخت سزائیں، یہی طریق کار تھا جس نے جرائم کے خوگر عرب سماج کی حالت بدلی اور انسانیت کے قاتلوں کو انسانیت کا محافظ اور نگہبان بناکر کھڑا کردیا'' (راہ عمل: جرائم، مرض اور علاج ۴۳۵)

**مرحلہ وار تربیت کا قرآن نمونہ**: قرآن کا اسلوب انداز وتبشیر تدریجی ہے، اس نے مرحلہ وار اوامر ونواہی کے ذریعہ معاشرہ کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا ہے، پہلے اس کی بہترین مثال شراب کی حرمت کے احکامات ہیں، اللہ تعالیٰ نے یک بارگی شراب کو حرام نہیں کیا، بلکہ اس میں تدریجی مراحل کو پیش رکھا، پہلے (وہ آپ سے شراب اور جوائے کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے ان میں گناہ زیادہ ہے اور منفعتیں بھی ہیں لیکن گناہ کا پہلو نفع سے زیادہ ہے۔) پھر (اے ایمان والو! حالت نشہ میں نماز کے قریب نہ جاؤ، یہاں تک کہ تم کو ہوش آجائے اور جو تم کہہ رہے ہو اس کا علم بھی تم کو ہو) اس کے بعد (اے ایمان والو شراب، جوا، بت اور فال کے تیر گناہ کے عمل ہیں، اس سے بچو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے) اس طریقہ انداز سے مدینہ کی گلیوں میں شراب ایسی پھینکی گئی کہ نالیاں بہہ پڑیں، اور سب نے یک زبان ہوکر کہا: انتھینا ربا، انتھینا، اے ہمارے رب! ہم باز آگئے، ہم باز آگئے۔ سورہ نور کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں جہاں ایک طرف فضائل وآداب کو واضح کیا ہے اور اسباب ووسائل کے اختیار کرنے سے روکا ہے وہیں اسلامی سزاؤں کے ذریعہ معاشرے کو ناپاک عناصر سے پاک رکھنے کی طرف توجہ کی ہے۔ اور ہر چیز کو مرحلہ وار پیش کرکے لوگوں کے لئے عمل کو آسان بنادیا ہے۔ سورت کے موضوعات اور اصلاح معاشرہ کے نمایاں عناصر: ۱۔ زنا کی سزا۔ ۲:۔ الزام لگانے کی سزا۔ ۳: لعان کی سزا۔ ۴: حضرت عائشہ کی واقعہ افک سے برات۔ ۵: شیطان کی پیروی سے ممانعت۔ ۶: گھروں میں داخل ہونے کے لئے اجازت طلب کرنا۔ ۷: نگاہ جھکانا۔

زنا کاری وبدکاری کی سزا: اسلام کے حرام کردہ امور میں بدکاری بھی ہے، وہ گناہ کبیرہ میں ہے اور ایسا گناہ ہے جس کے اثرات دنیا اور آخرت میں نمایاں انداز میں ظاہر ہوتے ہیں، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! زنا سے بچو، کیونکہ اس میں چھ خرابیاں ہیں، تین دنیا میں اور تین آخرت میں، دنیا میں اس کی وجہ سے چہرے کا نور زائل ہوجاتا ہے، فقر وفاقہ چھا جاتا ہے اور عمر میں کمی ہوتی ہے، اور آخرت میں اللہ کی ناراضگی حصہ میں آتی ہے، سخت حساب وکتاب کا سامنا ہوگا اور جہنم کے عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ (البحر المدید مولفہ احمد بن محمد ص ۷۵، ج ۵)

پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا: یہ بھی گناہ کبیرہ ہے، بخاری شریف کی روایت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سات ہلاک کرنے والے امور میں شامل فرمایا، ان میں ایک شرک، دوسرے جادو، تیسرے قتل نفس، چوتھے سود کھانا، پانچوے یتیم کا مال ناحق کھانا، جنگ کے دن راہ فرار اختیار کرنا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا (صحیح بخاری، باب رمی المحصنات ج۶/۲۵۱۵)

لعان اور ان کی سزا: مدینہ منورہ میں ایک واقعہ پیش آیا تھا کہ ہلال بن امیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: یارسول اللہ! میں نے فلان کو اپنی اہلیہ کے ساتھ دیکھا ہے، اگر میں چار گواہ لانے میں دیر کرتا تو بات آگے نکل جاتی، اور اگر میں اچانک قتل کرتا تو اس پر زیادتی ہوتی، اس موقع پر یہ لعان کی آیتیں نازل ہوئیں (جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں، اور ان کے پاس گواہ نہیں ہیں سوائے ان کی ذات کے، تو چار بار قسمیہ گواہی دیں کہ وہ اپنے دعوی میں سچے ہیں اور پانچویں بار اس جملہ کا اعادہ کریں کہ اگر وہ جھوٹے ہیں تو ان پر اللہ کی لعنت ہے، اس کے جواب میں مدعیٰ علیہا یہ گواہی دے گی کہ چار بار کہ اس کے خلاف دعوی کرنے والا جھوٹا ہے، پانچویں بار یہ کہے گی کہ اس پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ جھوٹی ہے) (نور:۶۔۹)

معاشرتی اصلاح کے بنیادی شرائط: ''قوموں کی ترقی کا اصول ہمیشہ ایک رہا ہے، چند حقیقتوں پر مستحکم یقین اور اس کے یقین کے مطابق عمل اور کامیابی کے لئے مسلسل جدوجہد، سعی ومحبت اور اس راہ میں جو تکلیف پیش آئے اس کو ہنسی خوشی جھیل لینا، زمانہ کی اصطلاحیں بدلتی رہتی ہیں، لیکن اصطلاحوں کے بدلنے سے حقیقتیں نہیں بدلتیں، اسلام کی اصطلاح میں اس مستحکم یقین کا نام ایمان، اور اس کے مطابق عمل کا نام عمل صالح اور مسلسل جدوجہد اور سعی ومحنت کا نام جہاد اور اس کے لئے پامردی کا نام صبر وثبات ہے، دنیا میں جب بھی کسی قوم کو کامیابی ہوئی ہے تو اسی اصول کے مطابق ہوئی ہے، اور جب ہوگی تو اسی اصول کے مطابق ہوگی''۔ (شذرات سلیمانی ۳/۱۹۱) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی رقم طراز ہیں: ''اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اس لئے قرآن نے جابجا معاشرتی برائیوں کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے، اور ساتھ ہی اس کا علاج بھی تجویز کیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (اللہ انصاف اور احسان سے کام کرنے اور رشتے داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے، وہ بے حیائی، ناپسندیدہ بات اور سرکشی سے روکتا ہے، تمہیں وہ نصیحت کرتے ہیں، شاید کہ تم نصیحت پاجاؤ (سورہ نحل) اس آیت کریمہ میں معاشرتی برائیوں کو تین بڑے بڑے عناوین میں تقسیم کیا گیا ہے، جو یہ ہیں ۱: فحشاء (بے حیائی کے کام) ۲: منکرات جس سے پوری جماعت متاثر ہو، ۳: بغی یعنی سرکشی، جس سے چوری، قتل، ڈاکہ اور ملک وقوم سے غداری کے کام یہ وہ اخلاقی برائیاں ہیں، جن کو ہر مذہب اور ہر انسانی معاشرت نے یکساں طور پر برا کہا ہے، وہ درحقیقت برائی اور بے حیائی کے کام ہیں اور دین وشرافت کی نگاہ میں وہ سب برائیاں گناہ اور ناپسندیدہ باتیں، اگر ان کو جائز قرار دے دیا جائے تو افراد کے باہمی حقوق سے امن وامان اٹھ جائے اور کسی کی جان، مال اور عزت وآبرو سلامت نہ رہے۔

Scanned with CamScanner

# تکبر کا عبرت ناک انجام

ڈاکٹر صفدر محمود

انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود کمزور واقع ہوا ہے، چنانچہ عام طور پر ہر انسان میں کچھ کمزوریاں اور خامیاں پائی جاتی ہیں، اگر ہم اپنا جائزہ لیں، اپنی ذات کے اندر جھانکیں اور اپنے رویوں کا ناقدانہ تجزیہ کریں تو اپنی خامیوں کا بھید پا سکتے ہیں۔ اسلام میں خود احتسابی پر زور دیا گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے ہم زندگی کے دن رات میں اس قدر مصروف اور مگن رہتے ہیں کہ ہمیں خود احتسابی کا خیال تک نہیں آتا۔ خود احتسابی پر زور اس لئے دیا گیا ہے کہ انسان اگر چاہے اور مصمم ارادہ کرلے تو اپنی کمزوریوں پر قابو پانے، خامیوں کو رفع کرنے اور رویوں کو بہتر بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ انسان اس حد تک اپنے آپ پر قادر ہے کہ اگر وہ چاہے تو بری عادت ترک کرسکتا ہے، غلط راہ سے ہٹ سکتا ہے اور اپنی اصلاح کرسکتا ہے۔ غور کریں تو آپ محسوس کریں گے کہ انسان کی کچھ خامیاں یا عادات صرف اس کی ذات کو متاثر کرتی ہیں جبکہ کچھ ایسی خامیاں، کمزوریاں اور انداز ایسے ہوتے ہیں جو معاشرے کو متاثر کرتے ہیں یعنی ان سے دوسرے لوگ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر آپ سگریٹ نوشی، شراب نوشی یا اسی قسم کی دوسری عادات میں مبتلا ہیں تو ان سے بہر حال آپ کی صحت اور زندگی متاثر ہوگی لیکن اگر آپ تکبر، رعونت، احساس برتری، جھوٹ، حرام کی آمدنی، دھوکہ دہی وغیرہ کی کمزوریوں، خامیوں اور عادات کے مریض ہیں تو ان سے بہر حال دوسرے لوگ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ مریض کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا کہ جس طرح جسمانی بیماریاں اور امراض ہوتے ہیں اسی طرح روحانی امراض بھی ہوتے ہیں۔ جسمانی بیماریاں جسم کو بیمار کرتی ہیں اور روحانی امراض روح کو بیمار کرتے ہیں اور کبھی کبھی ان سے روح اور جسم دونوں علیل ہوجاتے ہیں۔ ٹائی فائیڈ، پولیو، بخار، کینسر جسمانی بیماریاں ہیں جبکہ تکبر، رعونت، جھوٹ، حرص و ہوس، خوشامد، مفاد پرستی، بغض، انتقام وغیرہ روحانی بیماریاں ہیں۔ جسم بیمار ہو تو ضروری نہیں کہ انسان کی روح بھی علیل ہو لیکن اگر روح کسی مرض میں مبتلا ہو تو اس کے اثرات انسانی صحت کے ساتھ ساتھ اس کے کردار اور رویوں پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔

روحانی امراض کی فہرست میں سے میں نے جس مرض کا انجام سب سے زیادہ تکلیف دہ اور عبرت ناک دیکھا وہ ہے تکبر، رعونت، گھمنڈ، احساس برتری، دوسروں سے حقارت، زندگی کے سفر میں، میں نے بے شمار حکمران، سیاستدان، افسران، مدیران دیکھے اور ان میں عام طور پر کسی نہ کسی حد تک، کہیں زیادہ اور کہیں کم، رعونت رونق افزا دیکھی۔ بات اکثریت کی کر رہا ہوں کیونکہ ان حضرات میں کہیں کہیں درویش یا درویش نما لوگ بھی ملے جن کے باطن خوف خدا سے منور تھے۔ جہاں خوف خدا ہوگا وہاں تکبر اور رعونت جگہ نہیں پا سکتی کیونکہ خوف خدا تمام روحانی بیماریوں کا تریاق ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ بظاہر انسان نمازی، پرہیزگار نظر آتا ہو اور اس کے اندر خوف خدا بھی موجزن ہو۔ میں نے ایسے لاتعداد نمازی دیکھے جن میں تکبر گھمنڈ اور رعونت بدرجہ اتم موجود تھی جبکہ خوف خدا کے باعث اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے جھکنے والے اور سجدہ ریز ہونے والے انسان کے اندر تکبر اور رعونت پیدا ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ نماز اور سجدہ انسان کو انسانی برابری، حسن اخلاق، نرمی، رضائے الٰہی، خاکساری اور منکسر المزاجی سکھاتا ہے، اگر سجدہ یہ خوبیاں پیدا نہیں کرتا تو اس میں کہیں کوئی کمی ہے۔

میرے مشاہدے کے مطابق میں نے تکبر اور رعونت کا انجام ہمیشہ عبرت ناک اور دردناک دیکھا۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تکبر اللہ پاک کی صفت ہے، المتکبر 99 اسمائے حسنیٰ میں سے ایک ہے، اس لئے جو انسان تکبر میں مبتلا ہوتا ہے، دراصل وہ شرک کا ارتکاب کرتا ہے اور شرک ایسا گناہ ہے جو معاف بھی نہیں ہوتا اور جس کی سزا اس دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔ عام طور پر میں نے حکمرانوں کو تکبر اور رعونت کا شکار دیکھا اور ظاہری مروت کے باوجود اپنے ساتھیوں کو حقارت کا نشانہ بناتے دیکھا۔ یہاں حکمرانوں سے مراد ہر قسم کے حکمران ہیں، بڑے، چھوٹے اور درمیانے...... سیاسی اور غیر سیاسی۔ بعض حکمرانوں کی چال ڈھال، انداز اور ہر حرکت سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ دوسروں کو محض کیڑے مکوڑے اور حقیر سمجھتے ہیں اور ان سے صرف خوشامد، خدمت اور تابع فرمانی کی توقع کرتے ہیں۔ عام طور پر خوشامدیوں، حواریوں اور مسخروں نے ان کے ذہنوں میں اس قدر تکبر پیدا کردیا تھا کہ وہ حرف اختلاف برداشت کرنے کی صلاحیت سے محروم ہوچکے تھے۔ میں نے ایسے متکبروں کو اپنی آنکھوں کے سامنے عبرت کا سامان بنتے دیکھا۔ دراصل تکبر انسان کو منتقم مزاج (انتقام لینے والا) بنا دیتا ہے چنانچہ متکبر حکمران اختلاف کرنے والوں کی گستاخی کی سزا انتقام کی شکل میں دیتا ہے اور ان کو ان کے استحقاق سے محروم کردیتا ہے۔ بعض اوقات اس انتقام کی علامتیں پولیس ایکشن، انتظامی کارروائی اور قتل ہوتی ہیں جبکہ عام طور پر ایسے گستاخوں کو حکومتی سرد مہری کا نشانہ بنا کر بے اثر اور بے کار بنا دیا جاتا ہے اور ان کے سیاسی مستقبل پر قفل لگا دیا جاتا ہے۔

تکبر، رعونت اور احساس برتری صرف حکمرانوں تک ہی محدود نہیں، میں نے اس مرض کو بیوروکریسی، امراء، جاگیرداروں، صنعت کاروں اور شہرت یافتہ طبقوں میں نشو ونما پاتے بھی دیکھا ہے۔ بس اس کی اپنی اپنی قسمیں اور اپنی اپنی سطح ہوتی ہے۔ عام طور پر میں نے رعونت کو دولت، شہرت، مرتبے سے جنم لیتے دیکھا لیکن زندگی کے سفر میں کچھ ایسے لوگ بھی ملے جن کی شخصیت کے تانے بانے میں رعونت اس طرح شامل تھی وہ ان کی زندگی، انداز اور رویے کا حصہ بن گئی تھی کچھ مقامات پر چھوٹے برتن میں زیادہ پڑا تو میں نے ان کے ظرف کو تکبر کے نشے میں مہکتے دیکھا، کچھ دانشوروں کو علمی رعونت کے مرض میں مبتلا دیکھا اور اکثر شہرت یافتہ حضرات کو احساس برتری کا شکار دیکھا جو ایک طرح کا تکبر ہی تھا۔ شہرت یافتہ اقسام میں اینکر پرسن، ٹی وی کی اسکرینوں پر نظر آنے والے چہرے، کالم نگار، لکھاری، مدیر، شاعر، اداکار وغیرہ وغیرہ شامل تھے جن میں سے اکثر اپنی قابلیت، تحریر، شہرت، حسن، مقبولیت اور انا کے مریض یا اسیر تھے۔ اللہ معاف کرے ان میں سے اکثر کو جوانی میں ستاروں پر قدم رکھتے اور بڑھاپے میں عبرت کی تصویر بنے دیکھا۔ زندگی کا یہ مشاہدہ بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ تکبر کا انجام بہر حال دردناک ہوتا ہے اور یہ ایسا گناہ ہے جس کی سزا عام طور پر مختلف صورتوں میں اسی جہان میں مل جاتی ہے۔ اگلے جہان میں کیا ہوگا؟ اس کا علم صرف میرے رب کی ملکیت ہے۔

# اومیکرون سے بچنے کے لئے احتیاط ضروری

عبیداللہ ناصر

کورونا کی تباہ کاری سے ابھی دنیا ابھر بھی نہیں پائی تھی کہ اب اس کے نئے ویرینٹ اومیکرون نے ہندوستان سمیت دنیا کے کئی ملکوں کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے، کورونا کی دوسری لہر میں ہندوستان میں جو تباہی آئی تھی اور جس طرح ملک میں طبی سہولیات کی پول کھلی تھی، اس کو دیکھتے ہوئے امید یہی کی جانی چاہئے کہ حکومت نے تمام تدابیر کے لئے اقدام کرر کھے ہوں گے، حکومت کے ساتھ ہی ساتھ عوام کا بھی فرض ہے کہ وہ کورونا سے متعلق تمام پروٹوکولس کی سختی سے پابندی کریں، جسمانی دوری برقرار رکھنا، ماسک کا یقینی استعمال اور بھیڑ بھاڑ سے بچنے کی ضرورت ہے، لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کورونا کی دوسری لہر کی تباہ کاری جس میں شاید ہی کوئی ایسا شخص بچا ہو جس نے اپنے کسی قریبی، کسی خاص کو نہ کھویا ہو پھر بھی وہ احتیاط اور تدابیر کی اقدام آج نظر نہیں آتے جن کے حالات متقاضی ہیں۔

اطلاع کے مطابق ملک میں اومیکرون کے متعدد معاملات سامنے آئے ہیں، ان میں سب سے زیادہ مریض راجستھان اور دہلی میں پائے گئے ہیں اور وہ سبھی مریض ایک ہی خاندان کے ہیں، اس کے علاوہ مہاراشٹر کے پونے شہر میں بھی بیرون ملک سے لوٹے چار افراد اور ان کے تین قریبیوں میں اس مرض کی علامتیں پائی گئی ہیں، دہلی میں بھی ایک مریض پایا گیا ہے، پانچ ریاستوں میں اس مرض کے اتنے مریض محض چند دنوں میں سامنے آئے ہیں، چند دن قبل یہ تعداد صرف دو تھی، اتنی تیزی سے اتنی تعداد میں اضافے سے محکمہ صحت کے ذمہ داروں کے کان کھڑے ہوگئے ہیں، دوسری لہر کی تباہ کاری اور ٹیکہ کاری کے سلسلے میں حکومت کے اتنے لمبے چوڑے دعوؤں کے باوجود ابھی صرف نصف آبادی کو ہی دونوں خوراک کے ٹیکے لگ سکے ہیں۔

اس تیسری لہر یعنی اومیکرون کے مریض راجستھان کے علاوہ مہاراشٹر، گجرات، دہلی میں ملے ہیں، یہ درست ہے کہ ابھی ملک میں اس کے معاملے بہت کم ہیں لیکن ماہرین کورونا کی تیسری لہر کی پیش گوئی کرنے لگے ہیں، پانچ ریاستوں کے اسمبلی الیکشن کی مہم شروع ہوچکی ہے، ظاہر ہے کہ سیاسی ریلیوں میں کووڈ پروٹوکول کا لحاظ نہیں رکھا جاتا، سابقہ لہر میں ہم انہیں ریلیوں میں ہوئی غیر ذمہ داریوں کا خمیازہ بھگت چکے ہیں اور مجوزہ انتخابات کی مہم کے سلسلے میں ہمارے سیاست داں کووڈ پروٹوکول کی پاسداری کریں گے، اس کا کوئی امکان نہیں ہے، کیونکہ الیکشن جیتنا انسانی جانوں کے بچانے سے زیادہ ضروری ہے۔

ادھر طبی محاذ پر سب سے تشویشناک بات یہ ہے کہ ٹیکہ بنانے والی دوا ساز کمپنیاں اومیکرون کو لے کر اپنے ٹیکوں کی افادیت سے زیادہ پر یقین نہیں ہیں، ایک امریکی کمپنی کے سی ای او نے کہا ہے کہ اومیکرون کے اسپائیک پروٹین میں اتنی بڑی تعداد میں میوٹیشن ہورہے ہیں کہ یہ ٹیکہ لگانے کے بعد بنی انٹی باڈیز سے بچنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، اس وجہ سے اومیکرون کو لے کر فکر بڑھ گئی ہے، اس کے ساتھ ہی یہ بھی دعویٰ کیا جارہا ہے کہ اومیکرون کووڈ ۱۹ وائرس سے بھلے ہی آگے ہے لیکن یہ اتنا جان لیوا نہیں ہے، ابھی تک دنیا بھر میں اومیکرون کے جتنے مریض سامنے آئے ہیں، ان میں کہیں کسی کے ہلاک ہونے کی خبر نہیں ملی ہے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس نئے ویرینٹ کے بارے میں مزید جانکاریاں سامنے آئیں گی لیکن یہ تو یقینی ہے کہ میوٹیشن کے ساتھ وائرس کم جان لیوا ہوجاتا ہے، پھر بھی ماہرین کی پیش گوئی کو مدنظر رکھتے ہوئے مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو اس تیسری لہر سے نپٹنے کی جنگی پیمانے پر تیاری کرلینی چاہئے۔

اومیکرون کے سلسلے میں ایک اسٹڈی میں سامنے آیا ہے کہ اس نئے ویرینٹ نے معمولی سردی زکام کے وائرس سے مل کر میوٹیشن کیا ہے، اسٹڈی کے مطابق ورینٹ نے ایسے کسی دوسرے وائرس کے جینیٹک کے مٹریل کے ساتھ میوٹیشن کر لیا ہے جسے جسم انسانی کا امیون سسٹم پہلے سے پہچانتا ہے، اس ریسرچ ٹیم کے لیڈر ڈاکٹر سندر راجن نے بتایا کہ اومیکرون جب انسانی خلیوں پر حملہ کرتا ہے تو وہ شکل وصورت میں کافی کچھ اسی جیسا ہوجاتا ہے، اس طرح یہ وائرس امیون سسٹم کو چکمہ دے دیتا ہے اور ہمارا امیون سسٹم اس وائرس پر حملہ نہیں کرپاتا جس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ نیا ویرینٹ زیادہ تیزی سے پھیل سکتا ہے اور ممکن ہے کہ اس کی معمولی علامتیں ہی ظاہر ہوں۔

سائنسدانوں کے پاس بھی ابھی کئی سوالوں کے جواب نہیں ہیں جیسے یہ ابھی واضح نہیں ہو پایا ہے کہ کیا دوسرے ویرینٹ کے مقابلے میں اومیکرون زیادہ متعدی ہے، کیا اس سے سنگین مسئلہ ہوسکتا ہے یا یہ پھیلنے کے معاملے میں ڈیلٹا کو پیچھے چھوڑ دے گا، ایک دوسری اسٹڈی میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ جب انسانوں سے جانوروں تک کورونا پہنچتا ہے تب نئے ویرینٹ کے بننے کے امکان زیادہ ہوتے ہیں، امریکہ کے ایک ریسرچر نے بتایا کہ انسان کئی طرح کے جانوروں کی قربت میں رہتا ہے، اس وجہ سے وائرس کئی اسپیشیز کی قربت میں آجاتا ہے۔

کورونا کی دوسری لہر کی زبردست تباہ کاری کے باوجود عوام اور حکومت دونوں کی لاپرواہی اظہر من الشمس ہے، طبی خدمات ابھی بھی اتنی ہی لچر اور ناکافی ہے جتنی کورونا کی دوسری لہر کے دوران تھیں، حکومت بھلے ہی کتنے ہی بلند وبانگ دعوے کرے، حقیقت یہی ہے کہ اگر خدانخواستہ تیسری لہر بھی اتنی ہی شدید ہوئی جتنی دوسری لہر تھی تو طبی خدمات اسی طرح بھر بھرا کر ڈھیر ہوجائیں گی جیسے دوسری لہر کے دوران ہوئی تھیں۔ عوام بھی کچھ کم لاپرواہ نہیں ہیں، اتنی بڑی تباہی اور اس کا شکار ہونے کے باوجود عوام میں بھی کوئی فکر مندی دکھائی نہیں دیتی، یہاں تک کہ ٹیکہ کاری کی رفتار بھی بہت سست ہوگئی ہیں، ابھی کروڑوں لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ٹیکہ کی پہلی دوز لینے کے بعد دوسری دوز نہیں لی ہے۔ سوشل دوری برقرار رکھنے اور ماسک کے استعمال میں زبردست لاپرواہی ہورہی ہے، حکومت کو اس سلسلے میں پھر سخت رخ اختیار کرنا ہوگا، اس کے ساتھ ہی ساتھ کووڈ کی جانچ کی رفتار بھی بہت سست کردی گئی ہے، اس جانب حکومت کو فوری توجہ دینی ہوگی۔

حکومت کا جو فرض ہے وہ تو اسے ادا ہی کرنا چاہئے لیکن عوام کو بھی خود اپنی صحت کا خیال رکھنا ہوگا اور وہ تمام پابندیاں خود پر عائد کرنی ہوں گی جو کووڈ سے بچنے کے لئے ضروری ہیں۔ ان میں سماجی دوری برقرار رکھنا اور ماسک کا استعمال سرفہرست ہے، کیوں کہ کووڈ ابھی ختم نہیں ہوا ہے، صرف کمزور پڑا ہے اور اس نئے ویرینٹ اومیکرون کے آجانے سے خطرہ اور بڑھ گیا ہے، حالانکہ ماہرین اسے جان لیوا نہیں مان رہے ہیں پھر بھی اگر اس کے ہاٹ اسپاٹ ابھرتے ہیں تو دوسری جگہ اس کے پھیلنے کو روکنے کے اقدام کرنے ہوں گے۔ حالانکہ اومیکرون کو لے کر گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے مگر احتیاط لازمی ہے اور یہ احتیاط عوام کو بھی برتنی ہوگی اور حکومت کو بھی۔ کورونا کے ٹیکے ہمارے سائنسدانوں نے ریکارڈ وقت میں تیار کرلیا تھا، اومیکرون کی دوا اور ٹیکہ بھی جلد ہی دستیاب ہوجائے گا، عوامی بیداری اور حکومت کی ہوشیاری اور بروقت ضروری اقدام سے بنی نوع انسان کو اومیکرون سے بھی بچالیا جائے گا، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

## جاپان کے صوبہ اوساکا میں عمارت میں آگ لگنے سے 27 کی موت

جاپان کے صوبہ اوساکا میں جمعہ کے روز ایک عمارت میں آگ لگنے سے 27 افراد کی موت ہوگئی۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق محکمہ فائر سروس کو مقامی وقت کے مطابق صبح دس بج کر بیس منٹ پر بجے آگ لگنے کی اطلاع موصول ہوئی۔ محکمے کے مطابق جے آر اوساکا اسٹیشن کے نزدیک واقع عمارت کی چوتھی منزل پر آگ لگ گئی اور تقریباً پونے گیارہ بجے تک اس پر قابو پالیا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ آگ سے 20 مربع میٹر کا علاقہ جل گیا ہے۔ (یواین آئی)

## نائیجیریا میں لاسا بخار سے 80 افراد کی موت

سب سے زیادہ آبادی والے افریقی ملک نائیجیریا میں اس سال لاسا بخار سے 80 افراد کی موت ہوچکی ہے۔ نائیجیریا سینٹر فار ڈیزیز کنٹرول (این سی ڈی سی) کی اطلاع کے مطابق اس سال 8 دسمبر تک ملک میں 17 ریاستوں اور وفاقی دارالحکومت علاقہ سے لاسا بخار کے کل 434 کیسز کی تصدیق ہوئی ہے۔ (یواین آئی)

## صدر جمہوریہ رام ناتھ کووند بنگلہ دیش کے 50 ویں وجے دیوس تقریب میں شریک ہوئے

صدر جمہوریہ ہند رام ناتھ کووند بنگلہ دیش کے صدر ایم عبدالحمید اور وزیر اعظم شیخ حسینہ کی دعوت پر جمعرات کو بنگلہ دیش کی راج دھانی ڈھاکہ کے قومی پریڈ گراؤنڈ میں 50 ویں وجے دیوس کی تقریب میں شریک ہوئے، اس میں ہندوستانی مسلح دستوں کے 122 رکنی تینوں افواج کا دستہ بھی شامل ہوا۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی مسٹر کووند نے ڈھاکہ کے قومی پریڈ گراؤنڈ میں مارچنگ دستے کا جائزہ لیا۔ اس موقع پر ہندوستانی مسلح افواج کے 122 رکنی تینوں افواج کے دستے نے بھی پریڈ میں حصہ لیا۔ اس موقع سے اپنے خطاب میں صدر رام ناتھ کووند نے کہا کہ ہندوستان نے بنگلہ دیش کے ساتھ اپنی دوستی کو ہمیشہ سب سے زیادہ ترجیح دی ہے اور شاید اسے نئی بلندیوں پر لے جانے کا وقت آ گیا ہے۔ ہم وہ ہر ممکن کوشش کرنے کے لئے پرعزم ہیں جس سے دونوں ممالک کی دوستی مستحکم ہوسکے۔ انہوں نے کہا کہ بنگلہ دیش کے محنتی اور کاروباری لوگ بنگ بندھو شیخ مجیب الرحمٰن کے نظریات کو پورا کرنے میں مصروف ہیں، انہیں وزیر اعظم شیخ حسینہ کی قیادت سے ایک سمت مل رہی ہے، وزیر اعظم شیخ حسینہ بنگ بندھو کے خوابوں کو پورا کرنے کے لیے پرعزم ہیں۔

مسٹر کووند نے کہا: "اگر دونوں ملکوں کے درمیان شراکت کے پہلے 50 سال کا آغاز غیر معمولی چیلنجوں پر فتح پا کر ہوا اور اس دوران ہمارے درمیان گہری دوستی پروان چڑھی تو اب شاید وقت آگیا ہے، جب ہم اپنی دوستی کو نئی بلندیوں پر لے جانے کا ہدف متعین کریں۔ مسٹر کووند نے کہا کہ وہ بنگلہ دیش کی آزادی کی تاریخی 50 ویں سالگرہ پر ہندوستان کے 1.3 ارب بھائیوں اور بہنوں کی نیک خواہشات لائے ہیں۔ ہم ایک جابرانہ اقتدار کے خلاف بنگلہ دیش کی جیت پر بہت خوش تھے۔ بنگ بندھو کے خوابوں میں بنگلہ دیش کے لوگوں کا پختہ یقین ہمارے لیے متاثر کن تھا۔ (یواین آئی)

## جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بڑی حصولیابی NAAC میں ملا A++ رینک

جامعہ ملیہ اسلامیہ یونیورسٹی کو "نیشنل اسسمنٹ اینڈ ایکریڈیٹیشن کونسل" (NAAC) کے جائزے کے ذریعے "A++" درجہ دیا گیا ہے۔ یونیورسٹی نے منگل کو ایک بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ اجتماعی کوششوں کی وجہ سے آج "A++" رینک حاصل ہوا ہے، جامعہ ملیہ اسلامیہ یونیورسٹی کی وائس چانسلر نجمہ اختر نے کہا کہ ہم نے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ کورونا وائرس کی وبا کے دوران طلبہ کے حوصلے متاثر نہ ہوں۔ یہ ایک دن کا کام نہیں تھا، بلکہ پانچ برسوں کی لگاتار محنت کا نتیجہ ہے۔ خیال رہے کہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (UGC) کی طرف سے یونیورسٹی کو مختص فنڈز اور گرانٹس کے لیے NAAC کی طرف سے دیا جانے والا درجہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس سے قبل 2015 میں یونیورسٹی کو NAAC کے جائزہ میں "A++" درجہ دیا گیا تھا۔ ایک طویل عرصے کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ کو دوبارہ یہ رینک ملا ہے۔ بتادیں کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قیام 29 اکتوبر 1920 کو ہوا تھا، اس کے قیام کو ایک سو ایک سال ہوچکے ہیں۔ (ایجنسی)

## مرکزی کابینہ سے لڑکیوں کی شادی کی عمر 18 سے بڑھا کر 21 سال کرنے کی تجویز منظور

مرکزی کابینہ نے قانونی طور پر لڑکی کی شادی کی عمر 18 سال سے بڑھا کر 21 سال کرنے کی تجویز کو منظوری دے دی ہے۔ جبکہ مردوں کے لیے شادی کی قانونی عمر پہلے سے ہی 21 سال ہے۔ واضح ہو کہ وزیر اعظم نریندر مودی نے گزشتہ سال یوم آزادی کے موقع پر لال قلعہ سے اپنے خطاب میں اس کا ذکر کیا تھا۔ "نیتی آیوگ" میں جیا جیٹلی کی سربراہی والی ٹاسک فورس نے اس کی سفارش کی تھی، یہ ٹاسک فورس جون 2020 میں بنائی گئی تھی۔ اس تجویز کو 15 دسمبر کو مرکزی کابینہ کی منظوری مل گئی ہے۔ اب مرکزی حکومت موجودہ قانون میں ترمیم کا بل پارلیامنٹ میں پیش کرے گی۔ فی الحال قانون میں لڑکیوں کی شادی کے لیے کم سے کم عمر 18 سال اور لڑکوں کے لیے 21 سال ہے۔ اس قانون میں اس سے پہلے 1978 میں ترمیم ہوئی تھی اور لڑکیوں کی شادی کی عمر 15 سال سے بڑھا کر 18 سال کی گئی تھی۔ (ایجنسی)

## دس لاکھ اساتذہ کے ذریعہ دس ملین ہندوستانی طلبہ کو میٹا (Meta) دے گا تربیت

میٹا (Meta) جو پہلے فیس بک (Facebook) کے نام سے جانا جاتا تھا، اب 10 ملین سے زیادہ ہندوستانی طلبہ کو 10 لاکھ اساتذہ کے ذریعہ ڈیجیٹل حفاظت، آن لائن فلاح و بہبود اور (Augmented Reality) میں تربیت دے گا۔ یہ سنٹرل بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن (CBSE) کے ساتھ ان کی شراکت داری کا حصہ ہے۔ میٹا اور سی بی ایس ای طلبہ کو معیاری تعلیمی مواد تک آن لائن ماڈیولز کے ذریعے رسائی کی اجازت دے کر ہائی اسکول کے نصاب کو قابل فہم بنائیں گے، جو سی بی ایس ای کی ویب سائٹ پر دستیاب ہوں گے۔ میٹا اور سی بی ایس ای اوگمینٹڈ ریئلٹی (AR) اور ورچوئل ریئلٹی (VR) کو مربوط کرنے والے نصاب کی تیاری اور ترقی میں تعاون کریں گے۔ سی بی ایس ای کا مقصد ہندوستان کے مختلف علاقوں میں طلبہ کو نئے دور کی مہارتیں دستیاب کرانا اور وسائل تک مساوی رسائی کو ممکن بنانا ہے۔ (ایجنسی)

# تبلیغی جماعت کے خلاف سعودی حکومت کا حالیہ موقف نہایت افسوسناک: حضرت امیر شریعت

## سعودی حکومت فوری طور پر اس اقدام کو واپس لے اور اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرے

تبلیغی جماعت کے خلاف سعودی حکومت کے حالیہ موقف پر اپنی ناراضگی اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے سعودی حکومت کے اقدام کو افسوسناک بتایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تبلیغی جماعت کو بدعات و خرافات اور دہشت گردی وغیرہ سے جوڑنا بالکل غلط اور حقیقت کے خلاف ہے۔

انہوں نے کہا کہ تبلیغی جماعت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ کی قائم کردہ دنیا کی غیر متنازع جماعت ہے، جس نے اپنے حدود میں رہتے ہوئے اصلاح معاشرہ کے بے شمار نایاب کارنامے انجام دیے ہیں۔ پوری دنیا میں اس کو عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ ایسی جماعت ہے جس کے افراد اپنی جان و مال خرچ کر کے اپنے کاندھوں پر اپنا سامان اٹھائے ہوئے بستی بستی گھومتے ہیں، نہ کسی سرکار سے کوئی فنڈ لیتے نہ کسی ادارہ سے کسی رقم کے خواہاں، اور نہ کسی ستائش کے طلب گار ہوتے ہیں۔ اپنا مال خرچ کرتے ہیں، اپنا وقت صرف کرتے ہیں اور محض رضائے الٰہی اور اپنی اور لوگوں کی اصلاح کی غرض سے بے لوث پوری دنیا کا سفر کر رہے ہیں۔ دنیا کی بڑی اصلاحی جماعتوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ کروڑوں گمراہ انسانوں کی زندگیاں اس جماعت کی محنت سے راہ راست پر آئی ہیں۔ یہ کلی طور پر ایک غیر سیاسی اصلاحی جماعت ہے۔ اس جماعت کی بنیاد ایسے وقت میں ڈالی گئی جب کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت میں شرک و بدعات اور خلاف شرع امور رائج تھے، جن کی اصلاح کی جانب کسی جماعت کی توجہ نہیں تھی فقط چند مدارس تھے، جن سے ایک مخصوص طبقہ تعلیم حاصل کر کے مسجد کی امامت و خطابت کا فریضہ انجام دے رہا تھا۔ شرک اور بدعات بڑی تیزی سے مسلمانوں میں پھیل رہی تھی۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ عام مسلمانوں تک پہونچ کر توحید و رسالت کا پیغام اور اسلامی احکام ان تک پہونچائے جائیں اور ان کی اصلاح کی جائے۔

الحمد للہ بانی کے اخلاص اور علماء ہند کی خصوصی توجہ سے اللہ نے اس جماعت سے بڑا کام لیا۔ اس جماعت نے شروع سے ہی اپنی محنت ایک محدود دائرہ میں رہتے ہوئے کی جو اس کے بانیوں نے طے کر دیا تھا، جس کی بنا پر اس جماعت کا ٹکراؤ کسی مسلک اور کسی دوسری دینی جماعت سے کبھی نہیں رہا۔ اس کے کاموں کا دائرہ کلمہ، نماز، علم و ذکر، اخلاص نیت، اکرام مسلم اور اپنی اور اللہ کے بندوں کی اصلاح کے لیے اپنا وقت فارغ کرنے تک ہی محدود ہے۔ کسی بھی نزاع یا اختلافی معاملات سے یہ جماعت ہمیشہ دور رہتی ہے۔

واضح ہو کہ حال ہی میں سعودی حکومت کی وزارت برائے اسلامی امور و دعوت و ارشاد کی جانب سے سعودی عرب کی مساجد کے ائمہ کے نام جاری ایک نوٹیفکیشن میں تبلیغی جماعت کے خلاف جمعہ کے خطبہ میں لوگوں کو خبردار کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ وزارت سے جاری نوٹیفکیشن اور وزیر برائے اسلامی امور کے ٹویٹ میں تبلیغی جماعت پر بدعات و خرافات اور دہشت گردی کو فروغ دینے کا الزام لگایا گیا ہے۔ اور ائمہ کرام کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو ان سے دور رہنے کی تاکید کریں۔

سعودی حکومت کے اس اقدام سے پوری دنیا کے مسلمانوں میں بے چینی اور ناراضگی محسوس کی جارہی ہے اور چہار جانب مذمت ہو رہی ہے۔ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کے امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے بھی اس اقدام کی مذمت کی ہے۔ اور سعودی وزارت برائے اسلامی امور اور دہلی میں واقع سعودی سفارت خانے کو خط لکھ کر اس حکم نامہ پر نظر ثانی کا مطالبہ کیا ہے۔ انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ تبلیغی جماعت کی اساس اور بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے، اور وہ کتاب و سنت کی روشنی میں اللہ اور رسول کی فرماں برداری، مساجد کو آباد کرنے اور مسلمانوں کی اصلاح کی دعوت دیتی ہے۔ حضرت امیر شریعت نے کہا کہ ہر ادارہ اور جماعت کے کام کرنے اور تعلیم و تربیت کا خاص انداز اور خاص طریقہ کار ہوتا ہے، تبلیغی جماعت جو اصلاحی امور انجام دیتی ہے، اس کا بھی ایک خاص طریقہ کار ہے جس کی اساس و بنیاد سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام کے عمل اور اکابر و اسلاف کے دعوتی و اصلاحی طریقہ کار میں موجود ہے۔ ان کے طریقہ کار سے اختلاف کی گنجائش موجود ہے لیکن اس کو گمراہی اور دہشت گردی جیسے الفاظ سے تعبیر کرنا قطعاً غلط اور خلاف حقیقت ہے۔

اس جماعت کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ اکابر علمائے دیوبند کے پروردہ اور خود اہل سنت و الجماعت کے ایک مستند عالم دین تھے، اور ہمیشہ اس جماعت کے افراد اہل سنت والجماعت اور سلف صالحین کے عقائد کے پابند اور ان پر عمل پیرا رہے ہیں۔ نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ دنیا کے بہت سے ممالک میں شرک و بدعات کے خاتمے اور توحید کے صحیح تصور اور سلف صالحین کے عقائد کی نشر و اشاعت میں اس جماعت کا بڑا کردار رہا ہے، جس سے انکار ممکن نہیں ہے۔

برصغیر ہند و پاک سے شروع ہوئی اس اصلاحی مشن کے اثرات پوری دنیا پر ہیں اور دنیا کے کروڑوں مسلمان اس جماعت سے وابستہ ہیں۔ سعودی حکومت کے اس اقدام سے ان سب کو تکلیف ہوئی ہے اور ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ سعودی حکومت کو پوری دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور حرمین شریفین کی وجہ سے پوری دنیا کے مسلمان مملکت سعودیہ عربیہ کو عقیدت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حکومت کے اس غیر دانشمندانہ اقدام سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے اس عقیدت و احترام پر منفی اثر پڑے گا۔ اس لیے حکومت سعودی عرب سے ہمارا مطالبہ ہے کہ فوری طور پر اس حکم نامہ کو منسوخ کیا جائے۔

حضرت امیر شریعت نے ہندوستانی حکومت سے بھی مطالبہ کیا ہے کہ وہ حکومتی سطح پر سعودی حکومت کو خط لکھ کر اس سے اس حکم نامہ پر نظر ثانی کا مطالبہ کرے۔

Scanned with CamScanner

# ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

## حضرت امیر شریعت کا بہار کے کئی اضلاع کا دورہ دوررس اثرات کا حامل ہوگا: مولانا شبلی القاسمی

گذشتہ ہفتے مورخہ یکم دسمبر سے ۹/دسمبر تک امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ نے نوادہ، مغربی چمپارن، مشرقی چمپارن، ارریہ، دربھنگہ، سوپول اور سہرسہ ضلع کے مختلف تعلیمی بیداری اجلاس اور کانفرنسوں میں شرکت کی اور دار القضاء، مکاتب وہیلتھ سنٹر سمیت کئی اہم اور مفید منصوبوں کا آغاز فرمایا، کئی مقامات پر حضرت نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب بھی آپ کے ہمراہ تھے۔قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے حضرت امیر شریعت کے اس حالیہ دورہ کو امارت شرعیہ کی تعلیمی بیداری مہم اور آئندہ کے منصوبوں کی تکمیل میں سنگ میل قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ دورہ دوررس اثرات کا حامل ہوگا۔جناب قائم مقام ناظم صاحب نے کہا کہ اس دورہ میں حضرت امیر شریعت جہاں بھی تشریف لے گئے آپ نے نہ صرف امارت شرعیہ کے اغراض ومقاصد کو واضح انداز میں لوگوں کو بتایا، بلکہ آئندہ کے عزائم اور منصوبوں کو بھی مضبوطی کے ساتھ رکھا۔ آپ نے ایک بات واضح انداز میں بتائی کہ امارت شرعیہ نے تعلیمی فروغ کو اپنا اولین ایجنڈا قرار دیا ہے اور آئندہ کے برسوں میں سالانہ ہدف متعین کر کے دینی وعصری دونوں تعلیم کے فروغ کے لیے منظم منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرے گی اور قوم کے اندر سو فیصد تعلیم کو ٹارگیٹ بنا کر محنت کرے گی۔ خاص طور سے مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب علیہ الرحمہ کی جو فکر تھی، اسے ان دوروں سے تقویت ملی۔حضرت امیر شریعت نے نہ صرف دینی تعلیم کے لیے خود کفیل مکاتب قائم کرنے پر زور دیا بلکہ انہوں نے عصری تعلیم کے لیے امارت پبلک اسکول کے ہر ضلع میں قیام کے منصوبے کو بھی واضح انداز میں لوگوں کے سامنے رکھا اور اصحاب ثروت سے اپیل کی کہ وہ امارت شرعیہ کے تعلیمی عزائم کی تکمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔خیال رہے کہ حضرت امیر شریعت کے اس سفر کی خاص بات یہ رہی کہ جہاں جہاں استقبالیہ جلسے ہوئے ہر جگہ یا تو دینی مکتب کا قیام عمل میں آیا، یا دار القضاء کا افتتاح ہوا، کہیں کسی آپسی تنازع حل ہوا، کہیں ہیلتھ سنٹر کا افتتاح ہوا، کہیں لڑکیوں کو ہنر یافتہ بنانے کے لیے امارت سلائی سنٹر قائم کیے، کہیں امارت شرعیہ کے قضاء اور دوسرے رفاہی کاموں کو انجام دینے کے لیے قیمتی زمین حاصل کرنے کی کامیاب کوشش فرمائی۔کہیں کوئی دوسرا ملی کام انجام پایا، غرض ہر جگہ قوم ملت کے مفاد کا کوئی کام یا منصوبہ شروع ہوا۔آپ نے محرم پور بکھیلی، اور امان اللہ پور سپول میں مکتب ولی جبکہ بیرنگر بسہریا ہاٹ ارریہ میں مکتب امارت شرعیہ کا افتتاح فرمایا۔اس کے علاوہ ٹنک چھید ٹولہ، موتیہاری اور بیرنگر بسہریا ہاٹ ارریہ میں دار القضاء کا افتتاح فرمایا اور قاضی شریعت کی تقرری کا اعلان کیا۔وہیں دار القضاء امارت شرعیہ مصطفی نگر سہرسہ میں امارت ہیلتھ سنٹر کا بھی افتتاح کیا۔آپ نے بیرنگر بسہریا ہاٹ ارریہ میں ایک قدیم زمینی تنازع کو بھی اپنی حکمت عملی، قوت فیصلہ اور دانشمندی سے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ حل فرمایا، یہ تنازع ایسا تھا کہ اس کی وجہ سے پورا گاؤں دو گروہ میں تقسیم ہو چکا تھا۔اور دونوں فریق لاکھوں روپئے مقدمہ بازی پر صرف کر چکے تھے۔حضرت امیر شریعت کے اس دورہ کی شروعات یکم دسمبر کو مدرسہ عظمتیہ انصار نگر نوادہ کے زیر اہتمام تعلیمی بیداری کانفرنس اور استقبالیہ اجلاس سے ہوا، ۲/دسمبر ۲۰۲۱ء کو یتیم خانہ بدریہ بتیا میں ایک عظیم الشان اجلاس میں آپ نے شرکت کی، ۳/دسمبر کو فیل خانہ بتیا میں نقباء، نائبین نقباء، اراکین شوریٰ وارباب حل وعقد امارت شرعیہ اور معززین شہر کی خصوصی نشست میں شرکت کی اور امارت شرعیہ کے اغراض ومقاصد اور اہداف پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔۴/دسمبر ۲۰۲۱ء موتیہاری ٹاؤن ہال گراؤنڈ میں آپ نے اجلاس عام کو خطاب کیا اور اسی روز ٹنک چھید ٹولہ، موتیہاری ضلع مشرقی چمپارن میں دار القضاء کا افتتاح فرمایا اور مولانا مفتی ریاض احمد قاسمی کو قاضی شریعت مقرر کیا۔۵/دسمبر کو حضرت امیر شریعت نے بیرنگر بسہریا ہاٹ ضلع ارریہ میں دار القضاء کا افتتاح فرمایا اور امارت شرعیہ سے تربیت یافتہ عالم دین مولانا عبد التواب صاحب کو دار القضاء بیرنگر بسہریا کا قاضی شریعت مقرر کیا گیا اور حضرت امیر شریعت نے اپنے ہاتھوں سے انہیں سند قضاء دیتے ہوئے ان کے قاضی ہونے کا اعلان کیا، اسی دن دوران سفر تھوڑی دیر کے لئے مہدی پور ضلع سوپول کی جامع مسجد میں بھی حضرت کا خطاب ہوا، جہاں بڑی تعداد میں لوگوں نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کئے۔۶/دسمبر کو حضرت امیر شریعت مدظلہ کا محرم پور بکھیلی میں خطاب ہوا، آپ نے یہاں مکتب ولی کی بنیاد رکھی جس کے لئے ایک صاحب خیر نے بڑی قیمتی زمین وقف کی، آپ کے حکم پر مکتب کی تعمیر کے لئے راقم (مفتی محمد سہراب ندوی) نے اجلاس میں چندہ کی تحریک چلائی، جس کے نتیجہ میں دس لاکھ روپے کی تشکیل عمل میں آئی، جبکہ ۷/دسمبر کو جامع مسجد سوپول میں آپ نے بڑے مجمع سے خطاب کیا، یہاں دار القضاء کی تعمیر کے لئے ایک بڑی قیمتی زمین وقف کی گئی تھی، جس کی رجسٹری کا مسئلہ زیر التوا تھا، حضرت امیر شریعت کی توجہ کی برکت سے اس زمین کی رجسٹری کا مسئلہ بھی حل ہوگیا، ۸/دسمبر کو میر ٹولہ سہرسہ میں تعلیمی بیداری کانفرنس میں شرکت فرمائی اور اسی روز دار القضاء مصطفی نگر سہرسہ میں امارت ہیلتھ سنٹر کا افتتاح کیا، ۸/دسمبر کو ہی حضرت نے دار القضاء ارریہ کے قاضی شریعت مولانا عتیق اللہ رحمانی صاحب کا سہرسہ بستی میں نہایت سادہ طور پر نکاح پڑھایا اور سادہ اور آسان نکاح کی فضیلت وبرکت کی عملی تحریک پیش فرمائی، اسی تاریخ کو بعد نماز مغرب رانی باغ بختیار کی جامع مسجد میں ایک اجلاس عام کا انعقاد ہوا، جس میں حضرت امیر شریعت کے خطاب کے ساتھ رہائشی امارت پبلک اسکول کے لئے زمین کی فراہمی اور اس کے قیام سے متعلق منصوبہ بندی ہوئی۔۹/دسمبر کو پورنا ضلع کھگڑیا میں ایک شاندار استقبالیہ اجلاس کا انعقاد ہوا، جس میں آپ نے ایک مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا اور اس کی تعمیر کے لئے حضرت کے ایماء پر راقم (مفتی محمد سہراب ندوی) نے اجلاس میں تحریک چلائی اور سات لاکھ روپے کی تشکیل ہوئی۔حضرت امیر شریعت مدظلہ نے اپنے خطابات میں تعلیم کی اہمیت وضرورت، دار القضاء کی اہمیت اور امارت شرعیہ کی خدمات کو بڑے سلیقہ سے اچھوتے اور موثر انداز میں پیش کیا۔آپ نے پیغام دیا کہ امارت شرعیہ امسال دس امارت پبلک اسکول اور سو مکاتب کے قیام کا عزم رکھتی ہے، تعلیم کے میدان میں آگے بڑھنا اور ترقی کرنا ہے تو کوششیں کیجئے کہ ہمارے بچے مقابلہ جاتی امتحانوں کی تیاری ابتدا سے ہی کریں، امتحانوں میں سو فیصد نمبرات سے کامیابی حاصل کریں اور تعلیم کے میدان میں تقابل کا مزاج بنائیں۔آپ نے دار القضاء کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم سب کو چاہئے کہ اپنے عائلی معاملات دار القضاء کے ذریعہ حل کرائیں۔آپ نے امارت شرعیہ کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ صرف چاند دیکھنے اور قومی محصول لینے کا ادارہ نہیں ہے۔ بلکہ امارت شرعیہ وہ ادارہ ہے، جس پر لوگوں کا اعتماد اور بھروسہ ہے اور جو ہر میدان میں مسلمانوں کی رہنمائی کرتی ہے ۔امارت شرعیہ وہ ادارہ ہے، جس نے امت کی اجتماعیت اور اتحاد کو برقرار رکھا ہے اور اپنے دائرہ کار میں لوگوں کے لیے ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں اپنی انفرادی واجتماعی زندگی شریعت کے دائرے میں گزارنے کو امارت شرعیہ نے ممکن بنایا ہے۔یہ امارت شرعیہ کے قیام کا بنیادی مقصد ہے۔آپ نے مزید کہا کہ امت کی رہنمائی اور اس کی خدمت کے لیے امارت شرعیہ کے خدام ہمیشہ تیار رہتے ہیں، جہاں بھی جیسی بھی ضرورت درپیش ہوئی امارت شرعیہ کے ارکان لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوئے۔انہوں نے آپسی انتشار وافتراق ختم کر کے امت کے وسیع تر مفاد میں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونے کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کا اہم مشن اتحاد بین المسلمین ہے۔انہوں نے تعلیم کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہر دور میں تعلیم وتربیت کی ضرورت رہی ہے، جس قوم نے تعلیم وتربیت پر توجہ دی وہ کامیاب ہوئی، بغیر تعلیم کے ہمارا گزارا نہیں ہوسکتا۔آپ نے نہ صرف لڑکوں بلکہ لڑکیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینے کی بھی اپیل کی۔آپ نے لوگوں کو پیغام دیا کہ مدارس اسلامیہ اور دینی وملی ادارے ملت کی امانت ہیں، اس کی تعمیر وترقی اور ملک میں اس کی بقاء وتحفظ ہر مسلمان کی ایمانی ذمہ داری ہے کہ ہر مسلمان عہد کرے کہ وہ ان اداروں کی ترقی اور اس کی عظمت نو کی بحالی کے لئے زکوۃ وصدقات کے علاوہ اپنے عطیات کی رقوم بھی دینی اداروں پر خرچ کرے گا۔اور جب بھی ضرورت پڑے گی تو پوری فراخدلی کے ساتھ ان اداروں کے قیام اور اس کے نظام کے استحکام میں حصہ لے گا، آپ نے امارت شرعیہ کے تعلیمی ترقیاتی مقاصد اور اہداف کی تکمیل میں تعاون کی اپیل بھی کی۔حضرت امیر شریعت کے اس تاریخی اور کامیاب دورہ میں چند مقامات پر حضرت نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب بھی ساتھ رہے، جب کہ قاضی شریعت مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی صاحب، نائب ناظم مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب مستقل طور پر کارواں میں شامل رہے، اخیر کے چند مقامات پر مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ اور مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی کی بھی رفاقت رہی۔

جناب قائم مقام ناظم صاحب نے کہا کہ ہر جگہ لوگوں کے جوش وخروش سے ثابت ہوا کہ حضرت امیر شریعت کے وژن اور ان کے عزائم کو لوگ پسندیدگی اور امید کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔جناب قائم مقام ناظم صاحب نے امید ظاہر کی کہ ان پروگراموں کے مستقبل میں بہت اچھے نتائج مرتب ہوں گے اور امارت شرعیہ کو مزید ترقی اور استحکام نصیب ہوگا۔عنقریب دوسرے مقامات پر بھی تعلیمی اور اصلاحی دورے ہوں گے۔

## کھونٹی میں امارت شرعیہ کا چھ روزہ دورۂ وفد کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر

امارت شرعیہ اس ملک میں مسلمانوں کی مذہبی شناخت ہے اس کا تحفظ اور اس کے بقاء کی فکر کرنا ہر مسلمان کا دینی واخلاقی فریضہ ہے۔شریعت مطہرہ نے ایک امیر کے سائے میں رہ کر زندگی گزارنے کا مطالبہ ہر مسلمان سے کیا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر شرعی کی اطاعت وفرمانبرداری کو اپنی اطاعت وفرمانبرداری قرار دیا ہے، امارت شرعیہ ایمان وعقیدہ کا حصہ ہے، اس سے جڑ کر اسے مضبوط ومستحکم کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے معاون ناظم جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب نے جامع مسجد کھونٹی میں منعقد ضلع کھونٹی میں چھ روزہ دورۂ وفد کے اختتامی اجلاس (منعقدہ ۱۳/دسمبر ۲۰۲۱ء) میں اپنے صدارتی خطاب میں کیا۔واضح ہو کہ مولانا موصوف کی قیادت میں مذکورہ چھ ایام کا دورہ وفد اپنی ظاہری ومعنوی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔انہوں نے بڑی قوت کے ساتھ مدلل طور پر امارت شرعیہ کی زمینی خدمات کو ہر اجلاس میں پیش کیا اور کہا کہ امارت شرعیہ کی خدمات کی تاریخ سو سالوں پر محیط ہے نیز اس کا دائرہ کار بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ ومغربی بنگال میں پھیلا ہوا ہے، ستر سے زائد دار القضاء کے دفاتر ہیں جن کے ذریعہ مسلمانوں کے عائلی مسائل کو حل کیا جاتا ہے، دینی علوم کے ساتھ عصری علوم کی طرف امارت شرعیہ نے خصوصی توجہ دی ہے اور ٹیکنیکل وپارامیڈیکل، ہیلتھ کیئر سینٹرز اور اسکول بھی مختلف مقامات پر چل رہے ہیں اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے دار القضاء امارت شرعیہ رانچی کے قاضی شریعت مفتی محمد انور صاحب قاسمی نے کہا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں انصاف کو قائم کریں، جس قوم میں عدل وانصاف کا قیام نہ ہو وہ مقدس امت کہلانے کی حقدار نہیں، انہوں نے مخصوص حالات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ ایک دل میں ایمان اور بزدلی جمع نہیں ہو سکتے۔اس لئے حوصلہ وہمت کے اور حکمت وتدبر کے ساتھ باہمت زندگی گزارنے کا مزاج بنائیں۔خود بھی صالح بنیں اور معاشرہ وسماج کو بھی صالح بنانے کے لئے کوشاں رہیں۔حالات جیسے بھی سنگین ہوں لیکن صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔جس چیز کی بنیاد مضبوط ستون پر قائم ہوتی ہے اس کی عمارت بھی مضبوط ہوا کرتی ہے اور شادی بھی ایک خاندان کی بنیاد ہے لہٰذا اسے بھی دینی اصولوں کے مطابق انجام دیں۔مولانا مفتی عبد اللہ انس قاسمی مرکزی دار القضاء پٹنہ نے کہا کہ اللہ نے اپنے فضل وکرم سے بے شمار نعمتیں ہمیں عطا کی ہیں، اللہ نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا اور اس کے بعد انسانوں میں بھی اہل ایمان میں بنایا یہ بڑی نعمتیں ہیں، اللہ کی نعمت پر شکر کا مزاج بنائیں، اور نعمتوں کی ناقدری نہ کریں کیوں کہ ناقدری اور ناشکری کی وجہ سے نعمتیں چھین لی جاتی ہیں۔انہوں نے کہا کہ اگر خدانخواستہ حالات اچھے نہ ہوں تو صبر سے کام لیں، اللہ نے شاکرین اور صابرین دونوں کے لیے بشارتیں دی ہیں۔مزید کہا کہ اللہ تعالی نے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کو بھی لازم قرار دیا ہے، اس لئے حقوق العباد کے معاملہ میں بہت حساس رہنے کی ضرورت ہے، بندوں کے حقوق میں کمی وکوتاہی کی وجہ سے بسا اوقات نماز، روزہ، اور دیگر عبادات بھی کام نہیں آئیں گی۔حلال کھانے کا مزاج بنائیں، حرام رزق کے استعمال کے بعد عبادت کی توفیق نہیں ملتی اور نہ اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔جناب مولانا عمر فاروق مظاہری قاضی شریعت لوہردگا نے کہا کہ دین کے بہت سے شعبے ہیں؛ ایمانیات، عبادات، اعتقادات، معاملات اور معاشرت؛ کامل مسلمان وہ ہے جو ہر شعبہ میں اسلام کو مضبوطی سے اپنائے، اگر آپس میں نزاع واختلاف ہوجائے تو شریعت کی روشنی میں حل کرائیں، امارت شرعیہ نے دار القضاء کا منظم نظام بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ ومغربی بنگال کے مختلف مقامات پر قائم کر رکھا ہے، دار القضاء سے معاملہ کا تصفیہ کرانے میں جس کی جیت ہوتی ہے وہ بھی جیتنے والا ہوتا ہے، اور جس کی بظاہر ہار ہوتی ہے وہ بھی جیتنے والا ہوتا ہے، اس لئے کہ اس نے احکام شریعت پر عمل کیا اور اس کے سامنے اپنے کو جھکا دیا۔دار القضاء سے رجوع نہ کرنے کی وجہ سے آج عزت وناموس اور سرمایہ دونوں ضائع ہوتے ہیں۔اس پروگرام کی نظامت کے فرائض حافظ شہاب الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ نے انجام دیا۔تلاوت جامع مسجد کھونٹی کے نائب امام جناب مولانا زبیر صاحب نے کی اور نعت شریف جامعہ قاسم العلوم کھونٹی کے متعلم نے پیش کیا، آخر میں صدر اجلاس کی دعاء پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

Scanned with CamScanner

# بے روزگاری اور مہنگائی کا سیلاب ملک کو کہاں لے جائے گا؟

مولانا سرفراز احمد قاسمی، حیدرآباد

اپنے ملک بھارت میں ہر آنے والا دن مشکل سے مشکل تر ہوتا جارہا ہے اور حالات بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں ایسا لگتا ہے کہ جان بوجھ کر اس طرح کے حالات پیدا کئے جارہے ہیں جس سے عام آدمی، غریبوں اور مزدوروں کیلئے زندگی گذارنا مشکل ہوجائے، اور اسکے نتیجے میں لاکھوں، کروڑوں لوگ بھوک اور دو وقت کی روزی روٹی نہ ملنے کی وجہ سے خودکشی کررہے ہیں، یہ سلسلہ دراز ہوتا جارہا ہے، ملک اسوقت بہت سنگین حالات سے دوچار ہے، ایک طرف مہنگائی کا سیلاب ہے تو دوسری جانب بے روزگاری کا طوفان، ایسے میں اس ملک کا غریب آدمی کیا کرے؟ اور یہ چیزیں ملک کو کس مقام پر لیکر جائیں گی؟ کورونا وائرس کی ابتداء سے ابتک اقتدار میں بیٹھے لوگوں نے جس طرح کی بے حسی اور بدبختی کا مظاہرہ کیا اس سے تو یہی لگتا ہے کہ یہ حکومت عوام دشمن پالیسی پر گامزن ہے اور ان کو لوگوں کے دکھ درد اور مشکلات و مسائل سے کوئی سروکار نہیں، انکے دلوں میں ہمدردی نام کی کوئی چیز نہیں ہے، بھارت اس وقت چوطرفہ مسائل کا شکار ہے، چین آہستہ آہستہ سرحدوں پر قبضہ کرتا جارہا ہے، لیکن حکومت خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہے، تقریباً سارے پڑوسی ممالک سے اس نے دشمنی کررکھی ہے، اور اب حالات یہ ہیں کہ کوئی بھی پڑوسی ملک بھارت کا صحیح معنی میں دوست نہیں ہے، اندورنی معاملہ بھی تشویشناک بنتا جارہا ہے، ملک میں ہندو مسلم کی سیاست عروج پر ہے، اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پورے ملک کی ایجنسی کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا جارہا ہے، دہلی فساد کے بعد تری پورہ کی مسلم مخالف غنڈہ گردی اسکا واضح ثبوت ہیں، مسلمانوں کے خلاف اس حدتک زہر گھول دیا گیا ہے کہ اب پولس کی شبیہ بھی مسلم مخالف بنادی گئی ہے، عدالت کا جو حال ہے یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کس طرح ایک سال قبل یعنی 9 نومبر 2020 میں ملک کی سب سے بڑی عدالت نے دلائل وشواہد کے باوجود بابری مسجد کو رام مندر کے مجرموں کو دیدی گئی، یوپی میں یوگی کے ''رام راجیہ'' میں کیا ہورہا ہے؟ کس طرح وہاں مسلم مخالفت کی دھن میں رام راجیہ کی دھجیاں اڑائی جارہی ہے؟ یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے، مدھیہ پردیش ہو، آسام ہو، کرناٹک ہو، تلنگانہ ہو، کشمیر ہو، یا پھر اور کوئی دوسری ریاست جہاں بی جے پی کی حکومت ہے، ہر جگہ مسلمان نشانے پر ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا مسلمانوں سے انتقامی جذبہ ہی ملکی مسائل اور مشکلات کا حل ہے؟ اگر نہیں تو پھر ان پر اتنی توجہ کیوں؟ کیا اس ملک میں مسلمانوں کو رہنے کا حق نہیں ہے؟ کیا مسلمان اس ملک کے باشندے نہیں ہیں؟ کیا مسلمانوں کی زمین تنگ کرکے یہ ملک محفوظ رہیگا؟ چوطرفہ مسائل میں بھارت گھرا ہوا ہے لیکن مودی حکومت کو ہندو مسلم کرنے سے فرصت ہی نہیں، اگلے چند مہینے میں کئی ریاستوں میں الیکشن ہونے والے ہیں، حکمراں طبقے کے لوگ اسی میں مست ہیں، اپوزیشن پارٹیوں کو جو کردار ادا کرنا چاہئے تھا یہ پارٹیاں بھی اپنی ذمہ داری میں ناکام دکھائی دے رہی ہیں، جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ملک مسائل کے دلدل میں پھنستا جارہا ہے، لیکن اسے دلدل سے نکالنے کی کوئی کوششیں بھی نہیں ہورہی ہے، بھارت میں ابھی سب سے سنگین مسئلہ بے روزگاری اور مہنگائی کا ہے، اسکو سمجھنے کیلئے ایک مقامی اخبار کی یہ رپورٹ پڑھئے، اخبار کے مطابق ''ماہ اکتوبر کے دوران ہندوستان کے شہری علاقوں میں بے روزگاری ہی شدید تشویش کا مسئلہ رہا ہے، جبکہ عالمی سطح پر عوام، غریبی اور سماجی عدم مساوات سے پریشان رہے ہیں ہیں، عالمی سطح پر پریشان کن مسائل پر اپسوس کے ماہانہ سروے میں بتایا گیا ہے کہ عالمی سطح پر اور ہندوستان کے شہری علاقوں کے عوام پہلے کوویڈ 19 وائرس کے معاملے پر تشویش کا شکار تھے، تاہم ماہ اکتوبر میں انکی تشویش میں روزگار سب سے زیادہ مقام پر رہا، ہندوستان میں شہری علاقوں کے جن مسائل پر عوام زیادہ پریشان ہیں، انکی درجہ بندی میں 42 فیصد افراد بے روزگاری سے 35 فیصد افراد کورونا وائرس کے انفیکشن سے، 30 فیصد لوگ مالیاتی وسیاسی بدعنوانیوں سے پریشان ہیں، جبکہ جرائم اور تشدد سے 24 فیصد لوگ اور تعلیم و دیگر مسائل سے 20 فیصد افراد پریشان ہیں، اپوسس انڈیا کے چیف ایگزیکیٹو آفیسر امیت آدار کرنے کہا کہ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے اور یہ مسئلہ ہندوستان کے شہری علاقوں میں سب سے زیادہ شدت سے پایا جاتا ہے، نوکریوں کے مواقع کی پیداوار، روزگار کے کھلنے کے رفتار کی مزید تیز ہونے کی امید ہے، فی الحال یہ مواقع منقطع ہیں، لیکن کورونا وائرس کی شدت میں کمی کے باعث مارکٹ کی صورتحال معمول پر آجانے سے جاب مارکٹ میں خوشی کی لہر دوڑ رہی ہے، آدر کرنے مزید بتایا کہ ہندوستان کی شہری آبادی میں سماجی عدم مساوات اور دھوکہ وناجائز فائدہ اٹھانے کا معاملہ بھی ایک سنگین مسئلہ بنا ہوا ہے، انھوں نے بتایا کہ اس سروے کیلئے 24 ستمبر سے 8 اکتوبر تک 21 ہزار 516 افراد سے آن لائن انٹرویو لئے گئے''

یہ ہے ایک اخبار کی رپورٹ اس چھوٹی سے رپورٹ سے اتنا تو سمجھ میں آہی گیا کہ ملک میں بے روزگاری کا سیلاب ایک سنگین مسئلہ بنتا جارہا ہے، مودی حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ہر سال دو کروڑ لوگوں کو روزگار دیں گے، جھوٹ اور جملے بازی میں ماہر وزیراعظم نے سات سال میں آخر کتنے لوگوں کو روزگار دیا؟ حکومت کی کمپنیاں اور اہم ادارے بیچے جارہے ہیں اور انھیں مونیٹائزیشن کیا جارہا ہے تو لوگوں کو نوکریاں اور روزگار کیسے ملیں گے؟ کورونا بحران کے نتیجے میں جو لاک ڈاؤن ملک پر مسلط کیا گیا اس نے ساری معیشت کو ٹھپ کرکے رکھ دیا، زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس پر اسکے اثرات مرتب نہیں ہوئے، ان سب میں ملازمت کا شعبہ سب سے زیادہ متاثر ہوا اور ابتک متاثر ہے، اس لاک ڈاؤن کے نتیجے میں کروڑہا افراد اپنی نوکریوں اور ملازمتوں سے محروم ہوگئے، کچھ شعبے ایسے بھی رہے جہاں ملازمتوں میں تخفیف کرتے ہوئے ملازمین کو روزگار سے محروم کردیا گیا، آج ہندوستان بھر میں صورتحال یہ ہے کہ ہر شعبے سے ملازمین کو نکالا جارہا ہے، اور ملازمتیں کم کی جارہی ہیں، ملازمت سے محروم کئے گئے لوگ متبادل ملازمت کی تلاش میں تو ہیں لیکن ان کے لئے کوئی موقع دستیاب نہیں ایسے میں ان کا مستقبل کیا ہوگا؟ انکے گھروں میں چولہا کیسے جلے گا؟ انکے بچے اسکولوں کی فیس کیسے ادا کریں گے؟ ان کی بیوی بچوں کی بنیادی ضروریات کیسے پوری ہونگی؟ جن ملازمین کو لاک ڈاؤن سے قبل ملازمت سے محروم کردیا گیا تھا انھیں آج بھی ملازمت پر بحال نہیں کیا جارہا ہے، کیا اسطرح کی صورتحال تشویشناک نہیں ہیں؟ اگر روزگار اور ملازمتیں بحال نہیں ہونگے تو عوام کی مشکلات میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائیگا، عوام کو پہلے ہی مہنگائی کی مار سہنی پڑرہی ہے ہر چیز کی قیمتیں آسمان چھورہی ہیں، دالوں کی قیمت 200 روپے فی کیلو سے زیادہ ہے، خوردنی تیل بھی 200 سے اوپر ہے، پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں کا مسئلہ تو عوام کی پہونچ سے باہر ہوچکا ہے، ملک کے بیشتر شہروں میں سبزیاں 80 سے سو روپے کیلو فروخت کی جارہی ہیں، کوئی بھی سبزی 80 سے کم نہیں، لوگوں کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ وہ اب سبزی خریدنے کیلیے سوچنے پر مجبور ہیں، گیس سلنڈر کی قیمتیں آسمان چھورہی ہیں، پہلے سبسیڈی والے سلنڈر پر جو سبسڈی دی جاتی تھی وہ اب پچاس روپے کردی گئی ہے، کمرشیل سلنڈر کی قیمت بھی بڑھادی گئی ہے، گویا یہ سمجھئے کہ مہنگائی کے سیلاب نے عام آدمی کے گھریلو بجٹ کو چوپٹ کرکے رکھدیا ہے، اکٹوبر کے مہینے میں مودی حکومت نے 24 مرتبہ پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ کیا، پٹرول کی بڑھتی قیمتوں کے باوجود پٹرول پمپ کے مالکان چوری اور لوٹ کھسوٹ میں ملوث ہیں، یعنی اوپر سے لیکر نیچے تک سب چور بیٹھے ہیں، ایک رپورٹ کے مطابق "پٹرول پمپ کے مالکان پروگرام شدہ چپس کا استعمال کرتے ہوئے فیول میٹروں میں ہیرا پھیری کرکے صارفین کو لوٹ رہے ہیں، عہدیدار کارروائی کرنے میں ناکام رہیں ہیں، لیگل میٹرولوجی ڈپارٹمنٹ جس پر اس فراڈ کو چیک کرنے کی ذمہ داری ہے، پٹرول پمپ پر کوئی ترتیب وار چیکنگ نہیں کررہا ہے، تقریباً ایک سال قبل انھوں نے بے ترتیب طور پر کچھ پٹرول پمپس پر چھاپے مارے تھے، اور چپس کے استعمال کی تصدیق کی تھی، لیکن دھوکہ دہی اب بھی جاری ہے، محکمہ بے بس ہے کیونکہ انکے پاس جو عملہ ہے وہ کافی نہیں ہے، اور آسامیاں پر بھی نہیں ہورہی ہیں، انکے پاس چپس کی شناخت کیلئے تکنیکی آلات بھی نہیں ہیں، شہر حیدرآباد اور اسکے آس پاس تقریباً 800 پٹرول پمپ ہیں، تلنگانہ میں تقریباً 6 ہزار پٹرول بنکس ہیں، لیکن لیگل اینڈ میٹرولوجی ڈپارٹمنٹ میں ملازمین کی تعداد 250 سے بھی کم ہے، پٹرول اور ڈیزل کی قیمتیں پہلے ہی آسمان پر ہیں، دس سال قبل صرف سو روپے کے پٹرول سے ٹوویلر گاڑی تین دن چلائی جاسکتی تھی، لیکن اب ہمیں ایسا کرنے کیلئے 300 سے پانچ سو روپے خرچ کرنے پڑیں گے، اب عوام پٹرول کم مقدار میں خرید رہے ہیں اور ٹوویلر کا استعمال کفایت شعاری سے کررہیں ہیں، لیکن شہریوں کی محنت کی کمائی پٹرول بنکوں کے ذریعے فیول میٹر چپس میں ہیرا پھیری سے لوٹی جارہی ہے، اسکی وجہ سے صارفین بوتل میں پٹرول خرید کر بھی ایندھن کی صحیح مقدار کا پتہ نہیں لگا سکتے، بوتل میں پٹرول دینے کیلئے بھی یہ تیار نہیں ہوتے، کئی پٹرول پمپس پر تو میرا خود کا تجربہ ہے کہ یہ لوگ بوتل میں پٹرول دینے سے سراسر انکار کردیتے ہیں، اب ایسے گروہ جو تقریباً ایک لاکھ روپے کی لاگت سے چپس لگاتے ہیں، اس چپس کے استعمال سے پمپس مالکان ہر لیٹر پٹرول یا ڈیزل سے 30 ملی لیٹر چوری کرسکتے ہیں، اسکا مطلب یہ ہے کہ گاہک ہر لیٹر کی خریداری پر 3,50 روپے کا نقصان کررہے ہیں ہیں، اس ہیرا پھیری کو ایک سال قبل لیگل اینڈ میٹرولوجی ڈپارٹمنٹ نے بے نقاب کیا تھا، انھوں نے بے ترتیب چیکنگ کے دوران 33 پٹرول پمپ کو اس قسم کی ہیرا پھیری میں مصروف پایا تھا، دھوکہ دہی کی شناخت ایک مخصوص گروہ کی طرف سے دی گئی معلومات کا استعمال کرتے ہوئے کی گئی تھی، ایک پرائیویٹ کمپنی کے ملازم کے منوہر ریڈی نے کہا کہ افسران صحیح طریقے سے جانچ نہیں کررہے ہیں، اگر وہ دھوکہ دہی کا پتہ لگاتے ہیں تو اہلکار مالک کا لائسنس کیوں منسوخ نہیں کرتے؟ محکمہ صرف جرمانہ عائد کرتا ہے، اسی وجہ سے پمپ کے مالکان پھر اسی جرم میں ملوث ہوجاتے ہیں، اگر محکمہ پٹرول بنکوں کی جانچ پڑتال کریگا تو ان میں سے تقریباً آدھے پٹرول پمپ والے فراڈ کررہے ہیں، لیگل میٹرولوجی ڈپارٹمنٹ کے ایک اہلکار نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ ہم چیک کررہے ہیں اور دھوکہ دہی کا پتہ لگانے کے بعد ہم ان پٹرول بنکس پر مہر لگادیتے ہیں، لیکن مالکان اسے دوبارہ توڑ کر اپنی کارروائی جاری رکھتے ہیں، ہمیں ہر بار ان پر جرمانہ عائد کرنے پڑتے ہیں، انکی طرف سے لگائے گئے چپس کی شناخت کیلئے ہمارے پاس کوئی مخصوص میکانزم بھی نہیں ہے، جب تک ہم وہاں پہونچتے ہیں، وہ اسے ریموٹ سے اصلی ریڈنگ میں ایڈجسٹ کرلیتے ہیں، ہمیں جو کچھ بھی ملا وہ چپس سپلائی کرنے والے گروہ کی چھان بین کے بعد پولیس کی طرف سے دی گئی معلومات کو استعمال کرتے ہوئے کیا گیا، درحقیقت ہم بہت مؤثر طریقے سے کام کرسکتے ہیں اگر حکومت کی طرف سے خالی آسامیاں پر کردی جائیں''

یہ اخبار کی ایک دوسری رپورٹ ہے اس سے اندازہ کیجئے کہ کیسے ہر جگہ لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے اور کہاں کہاں آپکی پاکٹ ماری کی جارہی ہے۔ کیا ہوگا اس ملک کا مستقبل؟ جہاں ہر قدم پر جھوٹ فراڈ، دھوکہ دہی اور لوٹ کھسوٹ کا بازار شدت سے جاری ہے، حکومت الگ لوٹ رہی ہے اور دوسرے لوگ الگ۔ ایسے میں سوچئے آپ کیلئے کونسا راستہ بچا ہے؟ اور بے روزگاری ومہنگائی یہ ہلاکت خیز سیلاب ملک کو کہاں لے کر جائے گا؟

ADMISSION OPEN

Session:.2021-22

DARUL ULOOM SONIHAR

Vill+P.o-Sonihar,Distt-Khagaria(Bihar)848201

| | |
|---|---|
| Course-0 : | PLAY COURSE(Duration-1Year) |
| Course-1 : | QAIDA COURSE+BASIC SCHOOL(Duration-1Year) |
| Course-2 : | NAAZRA COURSE+SCHOOL(UP TO CLASS 5) (Duration-1Year) |
| Course-3 : | HIFZ COURSE+SCHOOL (UPTOCLASS 8) (Duration-3Years) |
| Course-4 : | DAURA-E-QURAN COURSE (Duratin-1Year) |
| Course-5 : | COMPETETION SPECIAL COURSE (UP TOCLASS 10) (Duration-2Years) |
| Course-6 : | COMPUTER COURSE (Duration-3Years) |
| Founder : | Qari Abu Jafar Rahmani Sb & Maulana Abu Saud Qasmi Sb |

یہاں دارالاقامہ کے ساتھ طعام کا عمدہ نظم ہے نیز چوبیس گھنٹے ماہر اساتذہ کی نگرانی میں حفظ قرآن مجید کے ساتھ عصری علوم کی تعلیم ہوتی ہے، داخلہ کے خواہش مند طلبہ 9631640584/7033784709 پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

# انسان کی اخلاقی زندگی کی اصلاح

مولانا محمد علاء الدین ندوی

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت اورآپ پر نازل ہونے والی وحی کو بارش سے تشبیہ دی ہے، کیونکہ اس کے وہی اثرات ونتائج مرتب ہوتے ہیں جواثرات ونتائج زمین پر بارش کے خاطر ہوتے ہیں۔ بارش ہوتی ہے تو مدتوں سے دھول اڑتی ہوئی مردہ زمین لہلہا اٹھتی ہےاور ہر چہار سو سبزی وشادابی کی حکمرانی ہوتی ہے، بالکل یہی حال اللہ کی بے پایاں رحمت کی ہے کہ جب وہ کسی کو نبی بنا کر دنیا میں مبعوث فرماتا ہےاوراس پر وحی کی بارش برساتا ہےتو اس کے توسط سے وہاں کے انسانوں کے مردہ پڑے دل یکا زندہ ہو اٹھتے ہیں اوران کی زندگی کی کایا پلیٹ جاتی ہے۔

انسان چونکہ جسم وروح کا مجموعہ ہے، جسم کی بناوٹ مٹی سے ہوئی ہے، روح اللہ کی صفت ہے، اسی سے مردہ جسم میں جان آتی ہے، جسم کی اصل زمین ہے، روح کا تعلق ملاء اعلیٰ سے ہے، ان دونوں کا مزاج، فطرت، تقاضے اور ضروریات الگ الگ ہیں، دونوں توانا اور تندرست بھی ہوتے ہیں اور دونوں پر بیماریاں بھی حملہ آور ہوتی ہیں۔ زمین (مٹی) کی جان پانی ہے، جب وہ پانی سے نہا جاتی ہےتو یہی مٹی سونا اگلنے لگتی ہے، روح کو وحی ونبوت کا پانی دستیاب ہوتا ہے، تو عقیدۂ توحید کے تناور درخت اُگ آتے ہیں، معاملات وعبادات کے گلزار لہلہانے لگتے ہیں، اخلاق فاضلہ کی کلیاں کھل جاتی ہیں اور روحانی دنیا میں زندگی کی تیز زور پڑ جاتی ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: ’’اس ہدایت اور علم (وحی) کی مثال جسے دے کر اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے، اس موسلا دھار بارش کی سی ہے، جو زمین کے اس زرخیز حصے پر برستی ہے جو پانی کو سوخت کرتی ہے اور نتیجے کے طور پر خوب زرخیزی لاتی ہے۔ یہی بارش شور زمین پر بھی برستی ہے، جو پانی کو اپنے ظرف کے مطابق روک لیتی ہے، اس پانی سے اللہ کے بندے فائدہ اٹھاتے ہیں، خود پیتے ہیں، جانوروں کو پلاتے ہیں اور کھیتیاں سیراب کرتے ہیں۔ ایک حصہ زمین کا وہ ہوتا ہے جو سراپا چٹیل میدان ہوتا ہے، نہ وہ پانی کو جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، نہ پانی کو اپنے ظرف میں روک پاتا ہے، نہ ہی سرسبزی اُگا سکتا ہے، یعنی زمین خود بھی فائدہ نہیں اٹھا پاتی، نہ دوسروں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

اس حدیث کا منشا یہ سمجھنا ہے کہ بارش تو ہر جگہ یکساں ہوتی ہے مگر مذکورہ بالا تینوں جگہوں کے اثرات الگ الگ مرتب ہوتے ہیں:

☆ ایک عالم باعمل شخص ہے، جو ہدایت الٰہی اور روحی ربانی کو اپنے دل کی تربیت میں جذب ہونے دیتا ہے، اس سے خود بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور ہادی ومعلم بن کر دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے، پہلے اپنے قلب کو منور کرتا ہے، پھر یہی کام دوسروں کے لئے کرتا ہے، بالکل عمدہ کاشت والی زمین کی مانند۔

☆ دوسرا شخص وہ ہے جو علم کا خزانہ اپنے دماغ میں جمع کر لیتا ہے، مگر وہ فقہ وبصیرت اور عمل وکردار سے عاری ہوتا ہے، اس کی مثال اس دریا، کنویں اور تالاب کی سی ہے، جہاں پانی تو جمع ہوجاتا ہے، تاہم خود دریا، تالات اور کنویں کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے، البتہ لوگ اس جمع شدہ ذخیرے سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

☆ ایک تیسرا شخص ہے، جو نہ علم سیکھتا ہے، نہ سیکھاتا ہے، جو نہ علم سے سروکار رکھتا ہے، نہ ہی اس پر عمل پیرا ہوتا ہے، اس کی مثال اس چٹیل میدان کی سی ہے جو نہ پانی جمع کرسکتا ہے نہ دوسروں کو فائدہ پہچانے کی سکت وصلاحیت رکھتا ہے۔

آگے ذیل کے چند حقائق پہ نظر دوڑائیے:

انسان اپنی روحانی، اخلاقی اور معنوی زندگی کی تعمیر وتشکیل میں وحی ونبوت کا اسی طرح محتاج ہے، جس طرح سے ہر جاندار مخلوق اپنی زندگی کی بقا کے لئے پانی کا محتاج ہوتی ہے، پانی کا جو رول ہمیں اس زمین پر نظر آتا ہے، وہی رول اللہ کے اتارے ہوئے علم کا ہے، یہ علم ہمیں نبی کے توسط سے حاصل ہوتا ہے۔

جب زمین پانی کو جذب کرتی ہے، تو لاکھوں طرح کے پھل پھول اور بیل بوٹوں سے زمین لہلہاتی جاتی ہے، جب اللہ کا کوئی بندہ اس کے بخشے ہوئے علم وہدایت کو اپنے باطن میں جذب کر لیتا ہے، تو اس کی روحانی زندگی گلزار بداماں ہوجاتی ہے۔

اُپجاؤ کی صلاحیت رکھنے والی مٹی میں دانا ڈالا جاتا ہے جو خود مردہ ہوتا ہے، پھر باران رحمت کا نزول ہوتا ہے، جو حیات بخش تو ہے مگر وہ خود ایک زندہ وجود نہیں ہیں، مگر جب مٹی اور پانی کا ملاپ ہوتا ہے تو بیج کے اندر نباتی زندگی پیدا ہوتی ہے، ہر سو کھیتیاں لہلہاتی ہیں اور شان بہار دکھاتی ہیں، اسی طرح مردہ دل کی گہرائی میں جب وحی الٰہی کا پانی پہنچتا ہے، تو انسانیت از سر نو زندہ ہوجاتی ہے، اس کا پورا وجود اللہ کی رحمتوں اور برکتوں سے سرشار ہوتا ہے اور ایمان ویقین اور محبت الٰہی کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں، یکساں پانی ایک طرح کی مٹی پر برستا ہے، مگر رنگ برنگ کے پودے اگتے ہیں، بلکہ کبھی تو ایک ہی پودا نیرنگیوں کا مجموعہ ہوتا ہے، اسی طرح کے روحانی اثرات علوم نبوت کے بھی مرتب ہوتے ہیں۔

اللہ نے اس دنیا میں تمام چیزوں کو تزویج (جوڑا جوڑا) کے اصول پر بنایا ہے، یہ کارخانۂ قدرت اسی اصول پر چل رہا ہے۔ یہاں نر کے ساتھ مادہ کا جوڑ، زمین کے ساتھ آسمان کا جوڑ، دن کے ساتھ رات کا جوڑ، جنت کے ساتھ جہنم کا جوڑ، نیک بختی کے ساتھ بدبختی کا جوڑ، بہار کے ساتھ خزاں کا جوڑ، حق کے ساتھ باطل کا جوڑ، کفر کے ساتھ اسلام کا جوڑ اور دنیا کے ساتھ آخرت کا جوڑ لگا دیا گیا ہے، جب ہر چیز اپنے جوڑے سے ملتی ہے تو نتیجہ خیز ہوتی ہے۔

زندگی بخش چیز ہمیشہ آسمان (اوپر) سے آتی ہے، بارش اوپر سے آتی ہے، مٹی سے ملتی ہے تو نباتی زندگی پیدا ہوتی ہے، ہدایت اوپر (ملاء اعلیٰ) سے آتی ہے، دل میں جذب ہوتی ہے، تو ایمان باللہ کی ناقابل تسخیر طاقت ہوجاتی ہے۔ روح اللہ کی صفت ہے، ملاء اعلیٰ سے آتی ہے، انسان ابتدا میں لبد خاکی تھا، جب اس میں روح ڈال دی گئی، تو انسان زندہ اور متحرک ہوگیا۔ جب دو چیزیں ملتی ہیں تو تیسری چیز وجود میں آتی ہے۔ پانی اور مٹی کے ملاپ سے زرخیزی اور روئیدگی پیدا ہوگئی، نر و مادہ کے ملنے سے ایک تیسری ہستی وجود میں آگئی۔ جسد خاکی ہدایت ربانی کو مرکز توجہ بنالیتا ہے تو ایمان کی کھیتی لہلہانے لگتی ہے اور محبت الٰہی کی باد بہاری چلنے لگتی ہے۔

ایک حقیقت پر اور غور فرمایئے۔ نباتات کی زندگی کا انحصار پانی پر ہے، کیا یہ نباتات، اجناس اور غلے سونے چاندی اور ہیرے جواہرات سے پیدا کئے جاسکتے ہیں؟ ان دھاتوں کی قدر وقیمت کا انکار نہیں، مگر پوری دنیا کے سونے چاندی کے ڈھیر جمع کر لئے جائیں تب بھی کیا ممکن ہے کہ اس ڈھیر سے گیہوں کا ایک دانہ پیدا کیا جاسکے؟ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ سونے چاندی کے ڈھیروں سے، روپیوں اور ڈالروں کے انبار سے، سائنس اور ٹکنالوجی کی طاقت سے، تمدن کی ہوش ربا ترقیات سے، انسان کی روحانی اور معنوی زندگی کی تربیت ہوسکے۔ ان قیمتی جواہرات کی اہمیت بس اتنی ہے کہ وہ وہ زیب وزینت اور حسن وجمال کا ذریعہ ہیں۔ انہیں اسی دائرے میں رہنے دیا جائے اور عقل سے کام لے کر اپنی روحانی پیاس کو وحی الٰہی سے بجھانے کی فکر کی جائے۔ ذرا سوچئے! انسانوں کی اکثریت بڑے بڑے مفکرین وعقلاء کیسی غلط فہمی میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ اپنی روحانی ضرورتوں کی تکمیل بھی دولت کے ڈھیرے سے، یا سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی سے کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا علاج تو نبوت اور وحی ربانی میں مضمر ہے۔ مگر عقلاء کا حال یہ ہے کہ ؎

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں

زندگی کے الجھے ہوئے ڈور کو سلجھانے کے لئے، مستقل ایک امت (امت محمدیہ) کو برپا کیا گیا تھا، اسی پر انسانیت کے ڈور کو سلجھانے کی ذمہ داری ڈالی گئی تھی، مگر ہائے افسوس کہ وہ امت خود متاع زیست کے پیچھے بھاگتے ہوئے کہیں تاریکیوں میں بھٹک رہی ہے۔

## اصحاب قلم سے گذارش

ہفتہ وار نقیب میں آپ ہر ہفتہ ملک کے بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر وبصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم ارباب قلم اور اصحاب فکر ونظر کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے اجتماعی مسائل اور ان کے حل پر اپنی گرانقدر اور جامع تحریر ارسال فرمائیں، ان شاء اللہ ہم اس کو نقیب کے صفحات میں جگہ دیں گے، واضح ہو کہ غیر معیاری مضامین کی اشاعت سے قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ اپنے نگارشات براہ راست نقیب کے مندرجہ ذیل ای میل پر بھیج سکتے ہیں، خیال رہے کہ مضمون طبع زاد ہو اور پہلے سے کہیں شائع شدہ نہ ہو۔

naqueeb.imarat@gmail.com (رضوان احمد ندوی)


## اعلان داخلہ

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (MMRM ITI)

**ایف سی آئی روڈ، پھلواری شریف، پٹنہ**

کے درج ذیل ٹریڈس میں خواہش مند میٹرک پاس طلبہ داخلہ لے سکتے ہیں:

**۱۔ڈرافٹ مین سول ۲۔فیٹر ۳۔الیکٹرانکس میکانک ۴۔پلمبر**

داخلہ کی آخری تاریخ ۳۰؍نومبر ۲۰۲۱ء ہے، ذیل میں دیئے گئے نمبرات پر مزید تفصیلات معلوم کرسکتے ہیں۔

**رابطہ نمبر:** 9304741811,8825126782,9065940134

**سہیل احمد ندوی**

**سکریٹری**


Scanned with CamScanner

# اشتہاری وکاس کا سچ

**اعظم شہاب**

اشتہارات کے ذریعے ترقی کے بلند وبانگ دعووں کی عمارت کو نیتی آیوگ کی اس رپورٹ نے زمیں بوس کردیا جو گوکہ تیار حکومت کی سنجیدگی کے مظہر کے طور پر کی گئی تھی مگر نااہلی اجاگر ہوگئی۔ اس رپورٹ کا مقصد یہ بتانا تھا کہ حکومت عوام کی ملٹی ڈائینوشنل یعنی ہمہ جہت ترقی چاہتی ہے اور اسی کے مطابق منصوبے تیار کئے جارہے ہیں یا کئے جائیں گے، لیکن اس کے منظرِ عام پر آجانے سے بی جے پی کی حالت اس شخص کی سی ہوگئی ہے جو ایک پھٹے ہوئے رومال سے پورے جسم کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ کیونکہ ملک کی سب سے زیادہ غریب ریاستوں میں اول 5 میں سے 4 میں بی جے پی کی حکومت ہے یعنی وہاں بی جے پی کی ڈبل انجن والی حکومت ہے اور جن ٹاپ فائیو ریاستوں میں غربت کی شرح سب سے کم ہے یعنی غربت دور کرنے میں جن ریاستوں نے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے وہاں بی جے پی کے پوتر قدم ابھی تک نہیں پڑے ہیں۔ اس رپورٹ کے آنے کے بعد سے وکاس پروش بننے والے کئی مہاپروش اپنا منھ چھپاتے نظر آنے لگے ہیں۔ نیتی آیوگ جو پہلے پلاننگ کمیشن کہلاتا تھا وہ پہلے ملک میں غربت کا پیمانہ ناپتا تھا اور یہ طے کرتا تھا کہ ملک میں کتنے لوگ غریبی کی سطح سے اوپر اور کتنے لوگ غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ اسے بی پی ایل اور اے پی ایل کہا جاتا تھا یعنی بلو پاورٹی لائن اور اباؤ پاورٹی لائن۔ لیکن پلاننگ کمیشن کے نیتی آیوگ میں تبدیل ہونے کے بعد اس نے اپنا پہلا انڈیکس جاری کیا اور اپنی کارکردگی کو نمایاں کرنے کے لئے اس نے اسے ملٹی ڈائینوشنل پاورٹی انڈیکس (ایم پی آئی) کا نام دیا یعنی ایک ایسا انڈیکس جس میں صرف غربت ہی نہیں بلکہ معیارِ زندگی، صحت اور تعلیم کو بھی موضوعِ مطالعہ بنایا گیا ہے۔ نیتی آیوگ کا کہنا ہے کہ اس انڈیکس کے ذریعے ملک کے عوام کی موجودہ غربت کی صورت حال سمجھنے میں آسانی ہوگی اور اسی کی بناء پر آئندہ کے منصوبے تیار کئے جائیں گے۔ نیتی آیوگ کے وائس چیئرمین راجیو کمار کے مطابق ایم پی آئی ایک اہم ٹول بنے گا، اس کے ذریعے ملک میں جتنے غریب ہیں ان سب کو ساتھ لے کر ہم ترقی کریں گے۔

اس رپورٹ کا ریفرنس پریڈ 2015-16 کا ڈیٹا ہے۔ اس مطالعے میں 12 پوائنٹ شامل کئے گئے ہیں جن میں غذائیت، بچوں اور نومولودوں کی اموات، قبل از پیدائش دیکھ بھال، اسکول کی تعلیم، بچوں کی اسکولوں میں حاضری، کھانا پکانے کا ایندھن، صفائی، پینے کا پانی، بجلی، رہائش اور بینکوں کے اکاؤنٹ وغیرہ شامل ہیں۔

جو ٹاپ فائیو ریاستیں نیتی آیوگ کی ملٹی ڈائینوشنل پاورٹی انڈیکس (ایم پی آئی) میں سب سے خراب کارکردگی کا مظاہرہ کررہی ہیں ان میں سرِفہرست بہار ہے جہاں کی نصف سے زائد یعنی تقریباً 52 فیصد آبادی غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ یہاں پر نتیش کمار کی قیادت میں بی جے پی اور جے ڈی یو گزشتہ 15 سال سے حکومت پر قابض ہے۔ دوسرے نمبر پر جھارکھنڈ ہے جہاں گوکہ فی الوقت جے ایم ایم کی حکومت ہے لیکن دو سال قبل تک یعنی 2019 سے پہلے وہاں بھی بی جے پی کی ہی حکومت تھی۔ تیسرے نمبر اتر پردیش ہے جہاں پر یوگی جی کے ذریعے وکاس کی گنگا بہانے کے باوجود 38 فیصد آبادی غریب ہے۔ چوتھے نمبر پر مدھیہ پردیش ہے جہاں کی تقریباً 37 فیصد آبادی غربت کے نیچے ہے اور یہاں درمیان کا دو سال (2018 سے 2020) اگر گھٹا دیا جائے تو 2005 سے شیوراج سنگھ کی حکومت ہے۔ پانچویں نمبر پر میگھالیہ ہے جہاں 33 فیصد لوگ غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں اور یہاں بھی بی جے پی اپنے اتحادی پارٹیوں کے ساتھ حکومت کررہی ہے۔

گویا ٹاپ فائیو سب سے زیادہ غریب آبادی والی ریاستوں میں سے اگر جھارکھنڈ کی گزشتہ دو سالہ حکومت کو علاحدہ کردیا جائے تو یہ تمام ریاستیں بی جے پی کے زیرِ اقتدار ہیں۔ اس کے برعکس غریبی دور کرنے میں سب سے زیادہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی جو ٹاپ فائیو ریاستیں ہیں ان میں ایک گوا کو چھوڑ کر کہیں بھی بی جے پی نہیں ہے اور گوا میں بھی وہ کس طرح حکومت میں شامل ہے اس سے ہر کوئی واقف ہے۔ گوا میں 2017 سے قبل تک کانگریس کی حکومت رہی ہے اور 2017 کے انتخاب میں وہاں کانگریس نے 17 سیٹیں حاصل کی تھیں جبکہ بی جے پی کے پاس 13 سیٹیں تھیں۔ لیکن حکومت سازی کے لئے بی جے پی کی ایک پالیسی یہ بھی ہے کہ اگر کہیں وہ ہار جائے تو خرید وفروخت سے سرکار بنالیتی ہے۔ سو گوا میں بھی اسی طرح سے سرکار بنائی گئی۔ بہر حال ان ریاستوں میں سرِفہرست کیرالا ہے جہاں 0.71 فیصد لوگ غریب ہیں۔ دوسرے نمبر گوا کا ہے جہاں 3.76 فیصد آبادی غریب ہے، تیسرا نمبر سکم کا ہے جہاں 3.82 فیصد غریب ہیں، چوتھے نمبر پر تامل ناڈو ہے جہاں 4.89 فیصد غریبی ہے اور پانچواں نمبر پنجاب ہے جہاں غریبی 5.59 فیصد ہے۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ سب سے کم غریبی والی یہ ریاستیں کسی ایک ہی سمت میں واقع ہیں۔ کیرالا اور تامل ناڈو جنوب میں ہیں، سکم شمال مشرق کے ایک کونے میں ہے، گوا مغربی کنارے پر ہے، پنجاب شمال میں واقع ہے۔ اس لئے یہ کہنا بھی غلط ہوگا کہ غربت کی وجہ ریاستوں کی جغرافیائی محل وقوع ہے۔ دراصل غربت کی وجہ صرف اور صرف سیاسی وجوہات کی بناء پر ہے اور یہ حکومتوں کی اہلیت وکارکردگی کا نتیجہ ہیں۔

نیتی آیوگ کی رپورٹ کا سب سے زیادہ دلچسپ حصہ بہار اور اتر پردیش کا ہے جو پہلے اور تیسرے نمبر پر ہیں۔ بہار حکومت کے ترقی کے دعووں اور اشتہارات کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ پوری ریاست ترقی سے شرابور ہوچکی ہے۔ معاشی سروے 2019-20 کے مطابق بہار میں غریبی کی شرح 33.7 ہے جو قومی شرح غریبی سے زیادہ ہے۔ دیہی علاقوں میں یہ شرح شہری علاقوں کے مقابلے زیادہ ہے اور بہار ہی ملک کی وہ واحد ریاست ہے جہاں کی 90 فیصد آبادی آج بھی گاؤں میں رہتی ہے۔ اس سے وہاں کے لوگوں کی معاشی صورت حال کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ریاست کے وزیراعلیٰ نتیش کمار اپنی شبیہ 'وکاس پروش' کے طور پر قائم کرنے کی دن رات کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن ایم پی آئی رپورٹ نے ان کے ترقی کے بلند وبانگ دعووں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ دلچسپ بات یہ رہی کہ اس رپورٹ کے آنے کے بعد گزشتہ جمعہ کو جب صحافیوں نے نتیش کمار سے اس رپورٹ کی بابت دریافت کیا تو وہ اس کے بارے میں کوئی جواب ہی نہیں دے سکے۔ انہوں نے کہا کہ کس رپورٹ کی بات کر رہے ہیں؟ میں نے ابھی تک وہ رپورٹ نہیں دیکھی۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ یہی وہ ریاست ہے جہاں راتوں رات کئی لاکھ بیت الخلاء بنائے جانے کی رپورٹ آئی تھی اور جب مشہور جرنلسٹ پنیہ پرسون واجپئی نے اس رپورٹ کی سچائی کو عوام کے سامنے پیش کیا تو انہیں اے بی پی نیوز سے علاحدگی اختیار کرنی پڑی تھی۔ اتر پردیش کی صورت حال بہار سے کچھ کم مختلف نہیں ہے۔ یہاں پر چونکہ چند ماہ میں انتخابات ہونے والے ہیں اس لئے ترقی کی دریا یہاں کچھ زیادہ ہی تیز رفتاری سے بہنے لگی ہے۔ شاید ہی ایسا کوئی دن گزرتا ہو جب وزیراعلیٰ یوگی اپنی مسکراتی تصویر کے ساتھ ملک کے اخبارات و نیوز چینلوں پر اشتہارات میں ریاست کی ترقی وخوشحالی کا دعویٰ کرتے نظر نہ آتے ہوں۔ یہ الگ بات ہے کہ دعویٰ کرنے کی ہڑبڑاہٹ میں وہ کبھی کولکاتا کا فلائی اوور اپنے نام کرلیتے ہیں تو کبھی چین کے ایئرپورٹ کے ڈیزائن کو نوئیڈا انٹرنیشنل ایئرپورٹ کا ڈیزائن بناکر پیش کردیتے ہیں۔ لیکن ریاست کی جو صورت حال ہے وہ یوگی جی کی اشتہار بازی کی مہم اور دعوے سے قطعی مختلف ہے۔ نیتی آیوگ نے اپنی جو رپورٹ پیش کی ہے اس کے مطابق ریاست کی نصف سے زائد آبادی غربت کی سطح سے نیچے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ نوزائیدہ بچوں کی اموات اور قلت تغذیہ معاملے میں یہ ریاست ملک کی تمام ریاستوں سے آگے ہے۔ مرکزی حکومت یوں تو ہر وہ رپورٹ اور ڈیٹا تلف کردیتی ہے یا منظرِ عام پر نہیں آنے ہی نہیں دیتی ہے جس سے اس کی نااہلی اور ناکامی ظاہر ہوتی ہو، لیکن نیتی آیوگ کی اس رپورٹ کو جو اس نے اپنی سنجیدگی اور دور رس منصوبہ بندی کو اجاگر کرنے کے لئے لائی تھی، اس نے اس کی اشتہاری وکاس کی سچائی کو ملک کے عوام کے سامنے اجاگر کردیا۔ اسے کہتے ہیں گئے تھے گنگا میں اشنان کرنے تو پیر ہی پھسل گیا۔

# امریکہ میں اسلاموفوبیا کے خلاف الہان عمر کا پیش کردہ بل منظور، وائٹ ہاؤس کی حمایت

امریکی ایوانِ نمائندگان کی مسلمان ڈیموکریٹ رکن الہان عمر اکثر وبیشتر دائیں بازو کے سیاست دانوں یہاں تک کہ سابق صدر ڈونالڈ ٹرمپ تک کی بھی تنقید کا نشانہ بنتی رہی ہیں، مگر حال ہی میں انھیں ایوانِ نمائندگان کے فلور پر ہی ایسے الفاظ میں تنقید کا نشانہ بنایا گیا کہ ایوان کو وہ الفاظ حذف کرنے پڑے۔ ۱۴؍دسمبر کو جس وقت الہان عمر کے اسلاموفوبیا کے خلاف پیش کیے گئے ایک بل پر بحث ہورہی تھی تو ریپبلکن پارٹی کے رکنِ کانگریس اسکاٹ پیری نے غلط طور پر یہ دعویٰ کیا کہ الہان عمر کا تعلق ایک دہشت گرد تنظیم سے ہے۔ اسکاٹ پیری نے اس بل پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ امریکی عوام کا پیسہ اُن دہشت گرد تنظیموں کو نہیں جانا چاہیے، جن سے اس بل کے معمار منسلک ہیں۔ بعد میں امریکی کانگریس نے الہان عمر کا پیش کردہ یہ بل منظور کرلیا جس کے حق میں تمام ڈیموکریٹس اور مخالفت میں تمام ریپبلکنز نے ووٹ دیا اور اسکاٹ پیری کے الفاظ کو ایوان کی کارروائی سے حذف کردیا گیا۔

**الہان عمر کے پیش کردہ بل میں کیا کہا گیا ہے؟** الہان عمر کے اس بل کا نام ''بین الاقوامی اسلاموفوبیا کا مقابلہ'' ہے۔ جس کا مقصد ہے کہ امریکی محکمہ خارجہ کے تحت ایک خصوصی نمائندے کا تعین کیا جائے جو دنیا بھر میں اسلاموفوبیا کے واقعات کو رپورٹ کرکے امریکی محکمہ خارجہ کے علم میں لائے۔ اس نمائندے کی تعیناتی صدر کے ذریعہ ہوگی۔ واضح رہے کہ ایسا ہی ایک نمائندہ پہلے ہی امریکی محکمہ خارجہ میں موجود ہے، جس کا کام عالمی سطح پر یہود مخالف واقعات کو رپورٹ کرنا ہے۔ ویسے تو یہ بل گذشتہ کئی مہینوں سے ایوانِ نمائندگان کی اُمورِ خارجہ کمیٹی میں موجود تھا مگر گذشتہ چند دنوں کے واقعات نے اس بل میں نئی روح پھونک دی ہے۔ جس کے بعد اسے منظور کرلیا گیا ہے۔

نومبر کے اختتام میں ریپبلکن نمائندہ لورین بوبرٹ کی ایک ویڈیو سامنے آئی تھی جس میں اُنھوں نے الہان عمر کو ''جہاد سکواڈ'' کا حصہ کہتے ہوئے مبینہ طور پر دہشت گرد قرار دیا تھا۔ اُن کا یہ کہنا تھا کہ وہ کانگریس کی ایک لفٹ میں الہان عمر کے قریب اس لیے محفوظ محسوس کررہی تھیں کیونکہ مؤخرالذکر اپنا بیک پیک زمین پر رکھ کر کہیں بھاگ نہیں رہی تھیں۔ اس کے کچھ دن بعد ریپبلکن نمائندہ مارجوری ٹیلر گرین نے الہان عمر کو ''جہادی'' قرار دیا تھا۔

چنانچہ گذشتہ دو ہفتوں کے واقعات کے تناظر میں اس بل کی منظوری کو اہم تصور کیا جارہا ہے۔ بعد ازاں الہان عمر نے ٹوئٹر پر کہا کہ ایوانِ نمائندگان میں اس بل کی منظوری دنیا بھر میں مسلمانوں کے لیے ایک بہت بڑا سنگِ میل ہے اور ایک مضبوط اشارہ ہے کہ اسلاموفوبیا کو کہیں بھی برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ اُنھوں نے مزید کہا کہ ''نفرت کے خلاف کھڑے ہونے سے آپ حملوں کا نشانہ بن سکتے ہیں مگر ہمیں ڈرنا نہیں چاہیے۔ مضبوطی سے کھڑے رہیں۔''

تاہم وائٹ ہاؤس نے بھی اس بل کی حمایت کی ہے اور کہا ہے کہ آزادی مذہب بنیادی انسانی حق ہے، اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ صدر جو بائیڈن بھی اس بل کی حمایت کریں گے مگر اُن تک پہنچنے کے لیے ابھی بھی اس بل کو سینیٹ سے منظور ہونا ہوگا جہاں سو نشستوں میں سے ۵۰؍ ریپبلکنز کے پاس، ڈیموکریٹس کے پاس ۴۸؍ اور دو نشستیں آزاد اُمیدواروں کے پاس ہیں۔ اگر منگل کے روز امریکی ایوانِ نمائندگان میں ہونے والی ووٹنگ کو مدِنظر رکھا جائے تو ڈیموکریٹس کے لیے اس بل کو سینیٹ سے منظور کروانا تب تک ممکن نہیں ہوگا جب تک کہ اُنھیں ریپبلکن جماعت میں سے کچھ حد تک حمایت حاصل نہ ہو۔

اس موقع پر الہان عمر نے کہا کہ ''پوری دنیا میں مسلم مخالف تشدد میں بے انتہا اضافہ ہوا ہے، اسلاموفوبیا عالمی مسئلہ ہے اور ہمیں اس کے خلاف عالمی سطح پر کوششیں کرنی ہوں گی۔ ڈیموکریٹ رہنما چک شومر سے جب پوچھا گیا کہ ان کی پارٹی اس بل کو سینیٹ سے منظور کروانے کے لیے کیا کررہی ہے، تو اُنھوں نے اس سوال کا جواب نہیں دیا۔

واضح ہو کہ ڈیموکریٹ رکن الہان عمر کا تعلق صومالیہ سے ہے اور اُنھیں فلسطینی ریاست کے قیام اور فلسطینی عوام کے حق میں بات کرنے پر دائیں بازو کے سیاست دانوں اور مبصرین کی جانب سے تنقید کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ اس تنقید میں اُن کے ساتھ ایک اور ڈیموکریٹ نمائندہ راشدہ طلیب بھی نشانہ بنتی رہی ہیں۔ (بحوالہ بی بی سی لندن)

Scanned with CamScanner

# سال 2021 صحافیوں اور صحافت کے لیے کیسا رہا؟

اس وقت دنیا بھر کے مختلف ملکوں میں میڈیا کے پیشے سے وابستہ 488 افراد زیرحراست ہیں۔میڈیا کی آزادی کے لیے سرگرم اس غیرسرکاری تنظیم "رپورٹرز ود آؤٹ بارڈرز" (Reports without Borders) نے سولہ دسمبر کو جاری کردہ اپنی ایک تازہ رپورٹ میں یہ اعداد وشمار جاری کیے۔رواں سال اپنے کام کی وجہ سے حراست میں لیے جانے والے صحافیوں کی تعداد بلندترین رہی۔مگر مشرق وسطی کے تنازعات کی شدت میں کمی کے باعث وہاں ہلاک ہونے صحافیوں کی تعداد مقابلتاً کم رہی۔

اس تنظیم نے پچیس سال قبل اعداد وشمار جمع کرنے شروع کیے اور تب سے لے کر اب تک کسی ایک برس کے دوران یہ گرفتار صحافیوں کی سب سے بڑی تعداد ہے۔ان افراد کو ان کے کام سے منسلک الزامات کے تحت گرفتار کیا گیا۔زیر حراست صحافیوں میں ریکارڈ ساٹھ خواتین بھی شامل ہیں۔چین سرفہرست ملک ہے جہاں اس وقت میڈیا کے پیشے سے وابستہ 127 افراد قید کاٹ رہے ہیں۔ہانگ کانگ میں اس سال متنازعہ سکیورٹی قانون کی منظوری کے بعد وسیع پیمانے پر گرفتاریاں عمل میں آئی تھیں۔

میانمار ترپن افراد کی گرفتاری کے ساتھ اس فہرست میں دوسرے نمبر پر ہے۔ویت نام میں میڈیا سے وابستہ تینتالیس افراد، یورپی ریاست بیلاروس میں بتیس اور سعودی عرب میں اکتیس افراد زیرحراست ہیں۔

اس سال مجموعی طور پر چھیالیس صحافیوں کی ہلاکت بھی واقع ہوئی۔تنظیم "رپورٹرز ود آؤٹ بارڈرز" 1995 سے ڈیٹا اکھٹا کررہی ہے اور تب سے اب تک ایک سال میں ہلاکتوں کی یہ سب سے کم تعداد ہے۔مشرق وسطی میں تنازعات کی شدت میں کمی آئی ہے، جسے ہلاک ہونے والے صحافیوں کی تعداد میں کمی کی ایک بڑی وجہ قرار دیا جارہا ہے، بالخصوص شام، یمن اور عراق میں حالات قدرے بہتر ہوئے ہیں، "رپورٹرز ود آؤٹ بارڈرز" کے مطابق سال رواں میں اب تک ہلاک ہونے والے چھیالیس صحافیوں کی پینسٹھ فیصد تعداد کو سوچی سمجھی سازش کے تحت قتل کیا گیا۔صحافیوں اور صحافت کے لیے سب سے خطرناک ممالک کی فہرست میں میکسیکو اور افغانستان نمایاں ہیں، وہاں بالترتیب سات اور چھ صحافی ہلاک ہوئے، یمن اور بھارت میں چار چار صحافی مارے گئے۔"رپورٹرز ود آؤٹ بارڈرز" (Reports without Borders) کی رپورٹ کے مطابق پینسٹھ پروفیشنلز کو مختلف مقامات پر یرغمال بھی بنایا گیا، جو سب کے سب مشرق وسطی میں ہیں۔شام میں چوالیس، عراق میں گیارہ اور یمن میں نو افراد کو یرغمال بنایا گیا۔

## صحافیوں کی ریکارڈ تعداد کو 2021ء میں جیلوں میں بند کیا گیا:

صحافیوں کے تحفظ کی تنظیم سی پی جے (Committee to Protect Journalists) کی تازہ رپورٹ کے مطابق 2021 میں مقید صحافیوں کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔دنیا بھر میں 293 صحافیوں کو جیلوں میں بند کیا گیا جبکہ 24 صحافی ہلاک کیے گئے۔293 صحافیوں میں سے سب سے زیادہ صحافیوں کو چین اور میانمار میں گرفتار کیا گیا۔

نیویارک میں قائم "کمیٹی ٹو پروٹیکٹ جرنلسٹس" (سی پی جے) نے اپنی ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ اپنی صحافتی ذمہ داریوں کی وجہ سے جیلوں میں بند کیے جانے والے صحافیوں کی تعداد میں 2021 کے دوران ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔اس کے علاوہ دنیا بھر میں اسی سال کم ازکم چوبیس صحافی اپنے کام کی وجہ سے ہلاک کیے گئے۔گزشتہ برس کے مقابلے میں متاثرہ صحافیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔2020 میں 280 صحافیوں کو جیل میں بند کیا گیا تھا۔رپورٹ کے مطابق مقید صحافیوں کی تعداد سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا بھر میں آزادانہ رپورٹنگ کے حوالے سے عدم برداشت پیدا ہورہا ہے۔

## بھارت میں دو برس کے دوران صحافیوں پر 256 حملے

امریکہ کی ایک غیرسرکاری تنظیم نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ بھارت میں گزشتہ دو برس کے دوران صحافیوں پر تشدد کے 256 واقعات رونما ہوئے۔حالیہ برسوں میں صحافی بھی تشدد کے بڑھتے ہوئے واقعات کا مسلسل نشانہ بنتے رہے ہیں۔عوامی مسائل اور معاملات پر تحقیقات کرنے والی نیویارک کی غیرسرکاری تنظیم "دی پولیس پروجیکٹ" (The Polis Project) نے بھارت میں صحافیوں پر ہونے والے حملوں پر تحقیقاتی رپورٹ شائع کی ہے۔رپورٹ کے مطابق بھارت میں صحافیوں کو جھوٹے کیسز میں گرفتاری سے لے کر قتل تک؛ کئی طرح کے تشدد کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس کی وجہ سے ملک میں صحافت ایک خطرناک پیشہ بن چکا ہے۔دی پولیس پروجیکٹ نے اپنی ان تحقیقات میں مئی 2019 سے لے کر رواں برس اگست تک کے واقعات کا احاطہ کیا ہے۔اس میں مختلف واقعات کی کوریج کے دوران صحافیوں پر ہونے والے حملوں کو یکجا کیا گیا ہے۔اس کے مطابق جموں وکشمیر میں 51، متنازعہ شہریت ترمیمی قانون کے خلاف ہونے والے مظاہروں کے دوران 26، دہلی میں فروری 2020ء میں ہونے والے فسادات کے دوران 19 اور کووڈ کے کیسز کی کوریج کے دوران صحافیوں پر تشدد کے 46 واقعات رونما ہوئے۔متنازعہ زرعی قوانین کے خلاف کسان تحریک کے دوران صحافیوں کے خلاف تشدد کے اب تک 10 واقعات پیش آچکے ہیں۔جبکہ 104 واقعات ملک بھر میں دیگر موضوعات کی کوریج کرتے ہوئے پیش آئے۔

## صدیق کپّن ایک برس سے زیادہ عرصے سے قید میں

پولیس پروجیکٹ سے وابستہ سچترا وجیئن کا کہنا ہے کہ بھارت میں حکومت صحافیوں کو اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریاں ادا کرنے سے روکنے کے لیے مختلف طریقے اپنا رہی ہے، اس وقت کئی صحافی جیلوں میں بند ہیں، کیرل کے صحافی صدیق کپّن کو گزشتہ برس اکتوبر میں اس وقت گرفتار کرلیا گیا تھا جب وہ اترپردیش کے ہاتھرس میں اجتماعی عصمت دری اور قتل کا شکار ہونے والی ایک خاتون کی رپورٹنگ کے لیے جارہے تھے۔اترپردیش میں بی جے پی کی یوگی آدتیہ ناتھ حکومت نے صدیق کپّن پر مختلف فرقوں کے درمیان منافرت پیدا کرنے، مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے، سازش اور ملک سے غداری جیسے سنگین دفعات عائد کیے ہیں۔گزشتہ دنوں ان کی 90 سالہ والدہ کا انتقال ہوگیا، لیکن یوگی حکومت نے انہیں اپنی علیل والدہ سے ملاقات کی اجازت تک نہیں دی۔سچترا وجیئن کہتی ہیں: "موجودہ حکومت بھارت میں صحافیوں کو ڈرا دھمکا کر، گرفتار یا فرضی کیس درج کرکے یا کئی طرح کی پابندیاں عائد کرکے خاموش کروا رہی ہے، جو صحافی حکومت کے خلاف بولتے ہیں ان پر ملک سے غداری کے الزامات عائد کیے جاتے ہیں، اور انہیں مسلسل گرفتاری کا خطرہ رہتا ہے۔"

کسان تحریک کی رپورٹنگ کرنے والے ایک فری لانس جرنلسٹ مندیپ پونیا کو رواں برس 30 جنوری کو دہلی کے سندھو بارڈر سے گرفتار کرلیا گیا تھا۔ان پر سرکاری کام میں رخنہ ڈالنے، سرکاری اہلکاروں پر حملہ کرنے، سرکاری اہلکار کو چوٹ پہنچانے جیسے تعزیرات کے تحت کیس درج کیے گئے تھے۔صحافتی برادری اور سول سوسائٹی کی جانب سے سخت مخالفت کے بعد انہیں ضمانت پر رہائی مل سکی۔

## آزادیٔ صحافت کا خراب ریکارڈ

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ حکومت کی پالیسیوں اور کاموں کی نکتہ چینی کرنے والے صحافیوں کے خلاف غیر قانونی سرگرمیوں کی روک تھام سے متعلق قانون (یو اے پی اے)، قومی سلامتی قانون (این ایس اے) اور پبلک سکیورٹی ایکٹ (پی ایس اے) جیسے سخت قوانین کے تحت کیسز دائر کردیے جاتے ہیں، جن کی وجہ سے بعض اوقات انہیں کسی قانونی چارہ جوئی کے بغیر مہینوں ضمانت بھی نہیں مل پاتی ہے۔پولیس پروجیکٹ کی سچترا وجیئن کا کہنا ہے: "جو صحافی حکومت سے سوال کرتے ہیں ان کے خلاف سوشل میڈیا پر نفرت پھیلانے کی مہم کیوں چلائی جاتی ہے؟ کئی مرتبہ تو انہیں قتل اور ریپ جیسی دھمکیاں بھی دی جاتی ہیں، بھارت میں میڈیا پر بڑھتی ہوئی پابندیوں نے پریس کی آزادی کے لیے بڑا خطرہ پیدا کردیا ہے۔" صحافیوں کی بین الاقوامی تنظیم رپورٹرز ود آؤٹ بارڈرز (Reports without Borders) نے اپنی ایک رپورٹ میں بھارت کو صحافت کے لیے دنیا کے سب سے زیادہ خطرناک ملکوں میں شامل کیا تھا۔اس تنظیم کی طرف سے جاری 2021 کی ورلڈ پریس فریڈم انڈکس میں بھارت کو 180 ملکوں کی فہرست میں 142 واں مقام دیا گیا ہے۔جس سے میڈیا کی آزادی کی خراب صورت حال کا اندازہ ہوتا ہے۔رپورٹرز ود آؤٹ بارڈرز نے رواں برس دنیا کے 37 ایسے سیاسی رہنماؤں کی فہرست جاری کی تھی جو میڈیا پر مسلسل زبانی حملے کرتے رہتے ہیں، ان میں بھارت کے وزیراعظم نریندر مودی کا نام بھی شامل ہے۔پولیس پروجیکٹ کی یہ رپورٹ ایسے وقت منظر عام پر آئی ہے جب چند دن قبل ہی اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انتونیو گوٹیرس نے دنیا بھر میں صحافیوں کی آزادی کے حق میں ایک اہم بیان دیا تھا۔اپنے بیان میں انہوں نے کہا تھا کہ کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک آزاد نہیں رہ سکتا جب تک کہ اُس میں صحافیوں کو ارباب اختیار کے غلط اقدامات کی تفتیش کرنے اور سچ بولنے کی اجازت نہ ہو۔"

## صحافتی بہادری کا ایوارڈ چینی اور فلسطینی خواتین صحافیوں کے نام

سال 2021 کے لیے پریس فریڈم ایوارڈز کورونا وائرس کو رپورٹ کرنے والی چینی صحافی اور فلسطینی خاتون رپورٹر کو دیے گئے ہیں۔یہ ایوارڈ صحافیوں کی بین الاقوامی تنظیم رپورٹرز وِد آؤٹ بارڈرز کے تحت دیا جاتا ہے۔پریس فریڈم ایوارڈز دینے کا سلسلہ 1992 میں شروع کیا گیا تھا۔اس ایورڈ کا مقصد صحافیوں کی پیشہ ورانہ سرگرمیوں کا اعتراف کرنا ہے۔یہ ایوارڈ ان جرنلسٹس کو بھی دیا جاتا ہے، جن کی شاندار صحافیانہ ذمہ داریاں آزادیٔ صحافت کے وقار میں اضافے اور تحفظ کا سبب بنتی ہیں۔

**خطرناک وائرس، خطرناک رپورٹنگ:** دسمبر 2019 میں ایک پراسرار وائرس چین کے شہر ووہان میں پھیلنا شروع ہوا۔اُس وقت کسی کو یہ احساس نہیں تھا کہ یہ وائرس افزائش پاکر عالمی وبا بن جائے گا اور لاکھوں انسانوں کی موت کا بھی سبب بنے گا۔ایک ماہ بعد 23 جنوری 2020 کو ووہان میں پوری طرح لاک ڈاؤن نافذ کردیا گیا۔فروری 2020 کو چین کے مالیاتی مرکز شنگھائی سے ایک آزاد صحافی ژانگ ژان حقیقت کی تلاش میں ووہان کے سفر پر روانہ ہوئیں، ان کے اس سفر اور مرتب کردہ رپورٹس کو صحافیوں کی تنظیم نے "جرنلسٹک کریج" (Journalistic Courage) یا صحافتی بہادری کی کیٹگری میں شمار کیا اور انہیں رواں برس کے ایوارڈ کا حقدار ٹھہرایا۔حالانکہ چینی عدالت نے ژانگ ژان کو دسمبر 2020 میں اس رپورٹ کی پاداش میں چار برس کی سزا سنائی تھی۔اڑتیس سالہ ژانگ ژان کی رپورٹ سوشل میڈیا پر دنیا بھر میں عام ہوئی تھی، اس میں ووہان کے مریضوں سے بھرے ہسپتالوں کے احوال اور لاک ڈاؤن میں پھنسی زندگیوں کو بیان کیا گیا تھا۔وہ ووہان میں مقیم ہوکر رپورٹنگ کرتی رہیں اور پھر 14 مئی 2020 کو اچانک لاپتہ ہوگئیں۔بعد میں معلوم ہوا کہ چینی حکام نے انہیں گرفتار کرکے واپس شنگھائی کی ایک جیل میں پہنچادیا تھا۔وہ کئی دن جیل میں بغیر کسی الزام کے قید رکھی گئیں، چینی عدالت نے دسمبر 2020 میں انہیں چار برس کی سزا سنادی اور عدالت میں استغاثہ نے ژانگ ژان پر یہ الزام عائد کیا کہ وہ جھگڑا کرنے کے علاوہ اشتعال انگیزی کی مرتکب ہوئی ہیں۔انہوں اس سزا کے دوران ایک مرتبہ پھر بھوک ہڑتال شروع کردی، جواب تک جاری ہے، انہیں خوراک کی نالی کے ساتھ زبردستی معدے میں کھانا پہنچایا جاتا ہے، ان کا وزن چالیس کلوگرام کم ہوچکا ہے۔یہ امر اہم ہے کہ ژانگ ژان ایک وکیل بھی ہیں اور ہانگ کانگ میں ستمبر 2019ء کو اظہار یکجہتی کی ریلی میں حصہ لینے کی بنیاد پر جیل میں ڈال دی گئی تھیں، جہاں انہیں پینسٹھ ایام کے بعد اس لیے رہا کردیا گیا کہ انہوں نے بھوک ہڑتال کررکھی تھی۔

پیگاسس پراجیکٹ صحافیوں کا ایک بین الاقوامی کنسورشیم ہے اور اس میں گیارہ ملکوں کے اسی (80) صحافی شامل ہیں۔یہ کئی سرگرمیوں پر نگاہ رکھنے والا ادارہ ہے، اسے بھی رواں برس پریس فریڈم ایوارڈ دیا گیا۔صحافیوں نے کنسورشیم کا نام ایک اسرائیلی کمپنی کے تیار کردہ جاسوسی کے پروگرام پیگاسس سے مستعار لیا ہے، یہ پروگرام مختلف ممالک کی سکیورٹی ایجنسیوں نے دہشت گردی اور حکومت مخالفین کی نگرانی کے لیے بھی خریدا، ان میں سعودی عرب، بھارت اور ہنگری بھی شامل ہیں، میکسیکو کی حکومت صحافیوں کی نگرانی کے لیے پیگاسس پروگرام کو استعمال کرتی رہی ہے۔پراجیکٹ کنسورشیم کے صحافیوں نے اس سافٹ ویئر بابت حیران کن تفصیلات پر مبنی ایک رپورٹ عام کی۔اس میں بتایا گیا کہ دنیا بھر میں دو سو میڈیا پروفیشنلز کی جاسوسی کی جاتی ہے۔رپورٹرز وِد آؤٹ بارڈرز جرمنی کے ڈائریکٹر کرسٹیان میہر نے اس سافٹ ویئر پر مکمل بین الاقوامی پابندی کا مطالبہ کیا ہے۔

فریڈم ایوارڈ پانے والی فلسطینی صحافی خاتون مجدولینا حسینہ کوئی اجنبی نہیں کیوں کہ ان کی ناقدانہ رپورٹس عالمی شہرت کا باعث ہیں۔ان کی وجہ سے انہیں اسرائیلی اور فلسطینی حکام کے قہر کا بھی سامنا ہے۔حسینہ کے مطابق دونوں اطراف سے انہیں ٹارگٹ کرکے نقصان پہنچایا گیا اور الزامات بھی عائد کیے گئے۔ان کا کہنا ہے کہ صحافت ہتھیار ڈالنے کا نہیں، سچ رپورٹ کرنے کا نام ہے۔(بحوالہ ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

Scanned with CamScanner

# اعـــــلان مفقـــود الخبـــری

## معاملہ نمبر ۷/۱۸۰/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بھوانی پور پورنیہ)

نسیمہ خاتون بنت محمد شبیر مقام چکنی برنیاں ڈاکخانہ ملاھیا ضلع پورنیہ۔ فریق اول

بنام

محمد انو ولد محمد فیروز مقام بلوارہ راجستھان۔ فریق دوم

### اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ بھوانی پور پورنیہ میں عرصہ غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۹ر جمادی الاخریٰ ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۳ر جنوری ۲۰۲۲ء روز جمعرات بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

## معاملہ نمبر ۲۶/۱۷۰/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ حسینیہ پلاول ہزاری باغ)

سوبی پروین بنت کلیم انصاری مقام نورا، ڈاکخانہ صدر ہزاری باغ ضلع ہزاری باغ۔ فریق اول

بنام

حیدر علی ولد فیروز عالم مقام کھاد گڑھا ضلع رانچی۔ فریق دوم

### اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ حسینیہ پلاول ہزاری باغ میں عرصہ آٹھ سالوں سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۸ر جمادی الاخریٰ ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۲ر جنوری ۲۰۲۲ء روز بدھ بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

## معاملہ نمبر ۴۷/۱۶۰/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بتیا مغربی چمپارن)

شائستہ پروین بنت امام الدین مقام بھرواٹولہ کوکیلہ ڈیہہ ڈاکخانہ بجیا ضلع مغربی چمپارن۔ فریق اول

بنام

شیخ احسان ولد حشم الدین مقام سنوریا بھٹہاں ٹولہ ڈاکخانہ سرسیاں اوپی ضلع مغربی چمپارن۔ فریق دوم

### اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ بتیا ضلع مغربی چمپارن میں عرصہ ایک سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۶ر جمادی الاخریٰ ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۰ر جنوری ۲۰۲۲ء روز سوموار بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

**(بقیہ کتابوں کی دنیا)**

بزرگوں سے سیکھا ہے طرزِ تمدن
انا کو سرراہ سنگسار کرنا

لیکن وہ اپنی ''انا'' کو سنگسار نہیں کرتے وہ اسے اپنی شناخت قرار دیتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میرا محبوب جو مجھے سزا دیتا ہے اس کی وجہ سے میری احساس انا مرنے نہیں پاتی، وہ اسے زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔

''پنے تفہیم'' کے اجراء کی باوقار تقریب مہوا میں منعقد ہوئی تھی، اس موقع سے جو پیغام میں نے بھیجا تھا اس پر اس تبصرہ کا اختتام کرتا ہوں۔ میں نے لکھا تھا کہ

''آپ کی شاعری کو آپ ہی کے ذریعہ بار بار سن چکا ہوں، آپ کی شاعری بھی اچھی ہے اور پڑھنے کا انداز بھی عمدہ ہے، آپ اگر اپنی شاعری کو بے جوڑ ساختیات کے خبط بے اصول مہمل تشکیلیات کے فتنے، ترقی پسندی، جدیدیت اور مابعد جدیدیت کی گروہ بندی سے بچاسکے تو آپ کی شاعری دلوں تک پہونچے گی، آپ اس سے بڑا کام لے سکیں گے، آپ کے پاس توانائی بھی ہے اور وافر ذوق سفر بھی۔ میری نیک دعائیں آپ کے ساتھ ہیں''

# ہر سال ہزاروں گھریلو خواتین خودکشی پر کیوں مجبور ہو رہی ہیں؟

حکومت کے نیشنل کرائم ریکارڈز بیورو (این سی آر بی) کے تازہ اعداد وشمار کے مطابق گذشتہ سال ہندوستان میں بائیس ہزار تین سو بہتر (22372) گھریلو خواتین نے خودکشی کر کے اپنی جان لے لی، اس کا مطلب ہے ہر دن اوسطاً اکسٹھ (61) گھریلو خواتین نے خودکشی کی، یا ہر 25 منٹ بعد ایک خودکشی ہوئی۔

ہندوستان میں سال 2020 کے دوران کل ایک لاکھ ترپن ہزار باون (153052) خودکشیاں ہوئیں اور ان میں 14.6 فیصد گھریلو خواتین یا ہاؤس وائف تھیں۔ جبکہ مجموعی طور پر خواتین کی تعداد 50 فیصد سے زیادہ ہے۔ اور گذشتہ سال اس میں کچھ نیا نہیں ہے۔ 1997 سے این سی آر بی نے خودکشیوں سے متعلق ڈیٹا جمع کرنا شروع کیا اور اسے پیشہ کے حساب سے ترتیب دیا۔ اس ڈیٹا کے مطابق ہر سال لگ بھگ 20 ہزار گھریلو خواتین اپنی جان خود لیتی ہیں۔ 2009 میں یہ تعداد پچیس ہزار بانوے (25092) تھی۔

ذرائع ابلاغ کی خبروں میں اکثر خودکشی کی وجہ ''خاندانی مسائل'' یا ''شادی سے متعلق معاملات'' کو قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن ایسی کیا وجہ ہے کہ ہندوستان میں ہر سال ہزاروں خواتین خودکشی کر رہی ہیں؟

ذہنی صحت کے ماہرین کا کہنا ہے کہ اس کی ایک بڑی وجہ گھریلو تشدد ہے، ایک حالیہ حکومتی سروے میں تمام خواتین میں سے 30 فیصد نے تسلیم کیا کہ انھیں اپنے شوہر کی جانب سے تشدد کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس میں روزمرہ کی مشقت بھی شامل ہے، جس سے شادی کے بعد خواتین کو ظلم کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور نئے گھر میں ان کا دم گھٹتا ہے۔ شمالی شہر وارانسی میں کلینیکل سائیکالوجسٹ ڈاکٹر اوشا ورما کے مطابق ''خواتین میں برداشت کی قوت بہت زیادہ ہوتی ہے، لیکن اس برداشت کی بھی ایک حد مقرر ہے۔'' اکثر لڑکیوں کی شادی کم عمری میں ہو جاتی ہے۔ وہ جلد ایک بیوی اور بہو بن جاتی ہے اور اپنا پورا دن گھر میں کھانا بناتے ہوئے، صفائی کرتے ہوئے اور گھریلو کام کرتے ہوئے گزارتی ہے۔ اس پر ہر طرح کی سختی کی جاتی ہے اور اس کی ذاتی آزادی بہت کم رہ جاتی ہے، اور اسے بہت کم ہی اپنے خود کے پیسوں تک رسائی ہوتی ہے، اس کی تعلیم اور خواہشات اب معنی نہیں رکھتے اور اس کی امنگیں آہستہ آہستہ ماند پڑ جاتی ہیں۔ اس کے ذہن میں ناامیدی اور مایوسی پیدا ہونے لگتی ہے اور پھر زندہ رہنا تشدد سہنے کے مترادف ہوتا ہے۔''

ڈاکٹر اوشا کا کہنا ہے کہ معمر خواتین میں خودکشی کی وجہ کچھ اور ہوتی ہے۔ ان کے مطابق کئی معمر خواتین کو ایمپٹی نیسٹ سنڈروم کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ جس میں وہ اپنے بچوں کے بڑے ہونے اور گھر چھوڑنے کے بعد تنہائی محسوس کرتی ہیں۔ کئی خواتین پیری مینو پاز کی علامات سے متاثر ہوتی ہیں جس سے انھیں ڈپریشن ہوتا ہے اور رونا آتا ہے۔ لیکن ان کے مطابق ایسی صورتحال میں خودکشی کو روکنا آسان ہے کیونکہ اگر آپ کسی کو ایک بار روک لیں تو اس بات کے امکانات زیادہ ہیں کہ وہ رُک جائیں گے۔

سائیکیٹرسٹ سومترا پتھارے بتاتی ہیں کہ ہندوستان میں کئی خودکشیاں جذباتی فیصلے کے نتیجے میں کی جاتی ہیں۔ جیسے مرد گھر آیا، اس نے بیوی پر کچھ تشدد کیا اور بیوی نے غصہ اور جذبات میں آکر اپنی جان لے لی۔'' ان کے مطابق آزادانہ تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ خودکشی کرنے والی ایک تہائی ہندوستانی خواتین ماضی میں گھریلو تشدد سے متاثر ہوتی ہیں، لیکن این سی آر بی کے ڈیٹا میں گھریلو تشدد کا کبھی ذکر نہیں کیا جاتا۔ بنگلور میں قائم ذہنی صحت سے متعلق ایپ ویسا میں سائیکالوجسٹ چیتالی سنہا کہتی ہیں کہ گھریلو تشدد کی صورتحال سے دوچار کئی خواتین اس لیے اپنا ہوش وحواس قائم رکھ پاتی ہیں کیونکہ انھیں غیر رسمی سپورٹ حاصل ہوتا ہے۔ سنہا نے ممبئی میں ایک سرکاری سائیکیٹرک ہسپتال میں تین برس تک کام کیا ہے، انھوں نے خودکشی کی کوشش کے بعد بچ جانے والی خواتین کی کونسلنگ کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ خواتین مقامی ٹرینوں میں سفر کرتے ہوئے چھوٹے سپورٹ گروپ بنا لیتی ہیں یا پڑوسیوں سے سبزی خریدتے ہوئے بات چیت کر لیتی ہیں۔ ان کے پاس اس کے سوا اظہار کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوتی اور کبھی کبھار ہوش وحواس کا انحصار اسی گفتگو پر ہوتا ہے جو وہ صرف ایک ساتھی سے کر سکتی ہیں۔ وہ مزید کہتی ہیں کہ عالمی وبا اور لاک ڈاؤن نے اس صورتحال کو مزید سنگین کر دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ''مردوں کے کام پر جانے کے بعد ہاؤس وائفس کے پاس بات چیت کے لیے یہی محفوظ جگہ ہوتی تھی، لیکن عالمی وبا سے یہ بھی چلی گئی۔ گھریلو تشدد کے معاملات میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ خاتون ظلم کرنے والے شوہر اور سسرال والوں کے بیچ پھنس جاتی ہے، اس سے ان کی نقل وحرکت بھی محدود ہوتی ہے اور ان کے لیے اب وہ سب کرنا ممکن نہیں ہوتا جو انہیں خوشی یا سکون دیتا ہے۔ غصہ، درد اور مایوسی میں وقت کے ساتھ اضافہ ہوتا رہتا ہے اور آخرکار خودکشی ان کے لیے واحد راستہ بچتا ہے۔

عالمی سطح پر بھی ہندوستان میں سب سے زیادہ خودکشیاں ریکارڈ کی جاتی ہیں، ہندوستانی مردوں کی خودکشی عالمی مجموعے کا ایک چوتھائی حصہ ہے جبکہ عالمی سطح پر تمام خودکشیوں میں 15 سے 39 سالہ ہندوستانی خواتین 36 فیصد ہیں۔ لیکن ڈاکٹر پتھارے، جنھوں نے ذہنی امراض اور خودکشی کے روک تھام پر کام کیا ہے، کا کہنا ہے کہ سرکاری سطح پر ہندوستان کے جاری کردہ اعداد وشمار کم بتائے جاتے ہیں اور یہ مسئلے کو صحیح معنوں میں بیان نہیں کرتے۔ اگر آپ ملین ڈیتھ سٹڈی (جس میں 1998 سے 2014 کے درمیان 24 لاکھ گھروں میں قریب ایک کروڑ 40 لاکھ افراد کی نگرانی کی گئی) یا لینسٹ سٹڈی کو دیکھیں تو ہندوستان میں خودکشیوں کو 30 فیصد سے 100 فیصد تک کم رپورٹ کیا جاتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آج بھی خودکشی کے موضوع پر کھلے عام بات نہیں کی جاتی۔ اس میں شرمندگی کا عنصر ہے اور کئی خاندان اسے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں پوسٹ مارٹم کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی اور امیر لوگ مقامی پولیس پر دباؤ ڈالتے ہیں کہ خودکشی کو حادثاتی موت درج کیا جائے اور پولیس کی انٹری کی تصدیق نہیں کی جاتی۔ ہندوستان اب قومی سطح پر خودکشی کی روک تھام کے لیے ایک حکمت عملی بنا رہا ہے۔ ڈاکٹر پتھارے کہتی ہیں کہ ڈیٹا کو بہتر بنانا پہلی ترجیح ہونی چاہیے۔ اگر آپ ہندوستان میں خودکشی کی کوشش کے اعداد وشمار دیکھیں تو یہ انتہائی کم ہیں۔ دنیا میں کہیں بھی یہ خودکشیوں کے مقابلے چار سے 20 گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ اگر ہندوستان میں گذشتہ سال ایک لاکھ 50 ہزار خودکشیاں ریکارڈ کی گئی تھیں تو خودکشی کی کوشش میں بچ جانے والوں کی تعداد چھ لاکھ سے 60 لاکھ تک ہونی چاہیے۔ ڈاکٹر پتھارے کے مطابق انڈیا کی آبادی کا ایک بڑا حصہ اس خطرے میں ہے اور خودکشیوں کی روک تھام کے لیے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔ لیکن خراب ڈیٹا کی وجہ سے عالمی سطح پر نتائج برپا ہو سکتے ہیں۔ اقوام متحدہ کا ہدف 2030 تک عالمی خودکشیوں کو ایک تہائی حصے تک کم کرنا ہے۔ لیکن ماضی میں ہماری خودکشیاں گذشتہ سال کے مقابلے 10 فیصد بڑھی ہیں۔ اسے کم کرنا اب بھی کسی خواب جیسا ہے۔ (گیتا پانڈے بی بی سی نیوز نئی دہلی)

Scanned with CamScanner

طب و صحت

# موسم سرما میں صحت مند کیسے رہیں

موسم سرما میں اپنی صحت کا خاص خیال رکھیں تا کہ آپ اپنے کو چاق و چوبند رکھیں۔ ذیل میں کچھ ایسے کارآمد طریقے دیئے جارہے ہیں جن پر عمل کر کے آپ نہ صرف اپنی پسندیدہ غذاؤں سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں بلکہ خود کو صحت منداور توانا بھی رکھ سکتے ہیں۔

**پھل اور سبزیاں کھائیں:**

اس موسم میں خود کو صحت منداور توانا رکھنے کے لیے سب سے پہلا کام جو آپ کر سکتے ہیں وہ پھل اور سبزیاں کھانا ہے کیونکہ پھلوں اور سبزیوں میں وٹامنز اور غذائیت کی بڑی مقدار ہوتی ہے جو آپ کے بدن میں موسم کے اثرات سے لڑنے کے لیے قوتِ مدافعت پیدا کرتی ہے۔ پھل اور سبزیاں آپ کے لیے فقط صحت بخش ہی نہیں ہیں بلکہ اپنے ذائقے میں بھی شاندار ہیں جو لذتِ کام و دہن کا سامان پیدا کرتی ہیں۔

دوسری جانب پھلوں سے ہٹ کر اگر صرف سبزیوں کی بات کی جائے تو سبزیاں غذائیت سے بھرپور ہوتی ہیں اور ان میں صحت منداجزا کی بہتات ہوتی ہے جو انسانی جسم کے لیے ہر طرح سے فائدہ مند ہیں۔ سبزیوں میں ایسے اجزا بڑی مقدار میں پائے جاتے ہیں جن کی سردیوں کے ٹھنڈے اور سخت موسم سے نبرد آزما ہونے کے لیے انسانی جسم کو ضرورت ہوتی ہے۔ آپ چاہیں تو صرف پھلوں کی مکس چاٹ بنا کر بھی کھا سکتے ہیں اور اگر موڈ ہو تو صرف سبزیوں کو یکجا کر کے بھی ان کے سلاد سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ سردیوں کے موسم میں گریپ فروٹ، کیوی، لیموں، کینو، انار، امرود، بروکلی، گاجر کے علاوہ اس موسم میں دستیاب دیگر پھلوں اور سبزیوں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور انہیں اپنی ونٹر ڈائیٹ میں ضرور شامل کریں۔

**وٹامن ڈی بہت ضروری ہے :**

یوں تو وٹامن ڈی آپ کے لیے سارا سال ہی ضروری ہے مگر سردیوں کے موسم میں انسانی جسم کو اور خاص طور پر آپ کی ہڈیوں کو وٹامن ڈی کی اشد ضرورت پڑتی ہے، وٹامن ڈی کی کمی کے باعث سردیوں کے موسم میں جسم اور خاص طور پر ہڈیوں میں درد ہونا عام شکایت ہے اور اس کی بڑی وجہ وٹامن ڈی کی کمی ہوتی ہے۔ سورج کی براہ راست دھوپ وٹامن ڈی کی فراہمی کا سب سے بڑا اور قدرتی ذریعہ ہے، سردیوں کی دھوپ ویسے بھی بہت مزیدار ہوتی ہے۔ صبح کے وقت دھوپ میں بیٹھ کر کینو، امرود، انار، کیلے یا سیب کھانا بے حد فائدہ مند ہے۔

پھلوں، سبزیوں کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سی قدرتی چیزیں ہیں جن میں وٹامن ڈی پایا جاتا ہے آپ چاہیں تو ان سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ذیل میں ایسی ہی کچھ چیزوں کی فہرست دی جارہی ہے جو آپ کے لیے وٹامن ڈی کی فراہمی کا بہترین ذریعہ ہیں۔ اورنج جوس، مٹر کی چٹنی، دودھ، مکھن، پنیر، بیف، انڈے کی زردی کو وٹامن ڈی کے حصول کے لیے سردیوں کے موسم میں خوب استعمال کریں۔

**بہترین حصے :**

ہمارے خیال میں سردیوں کا موسم ہی ایسا بہترین وقت ہے جس میں آپ کو اپنے کھانے میں شامل بہترین غذائی حصوں کے بارے میں دوبارہ سوچنے کی ضرورت ہے خاص طور پر چاول، پاستہ، آلو وغیرہ جو ہر کھانے کے ساتھ مناسب انداز میں پیش کیے جاسکتے ہیں۔ کھانے کی میز پر اپنی پلیٹ بھرتے وقت خیال رکھیں کہ مختلف کھانوں کا تھوڑا تھوڑا حصہ پلیٹ میں ڈالیں تا کہ آپ کے جسم کو ایک وقت کے کھانے میں مختلف غذائی اجزا حاصل ہوں۔

یاد رکھیں، سردیوں کے موسم میں وزن بڑھانا بہت آسان ہوتا ہے کیونکہ سردیوں کے موسم میں معمول سے زیادہ کھایا جاتا ہے اور سردیوں میں کچھ ایسے کھانے بھی آپ کھاتے ہیں جن میں غذائی اجزا زیادہ ہوتے ہیں جو آپ کا وزن بڑھا کر آپ کے جسم کو فربہی کی جانب مائل کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر آپ ہر بار کھانے کے وقت اپنی پلیٹ کو مختلف کھانوں کے تھوڑے تھوڑے حصے سے بھریں گے تو آپ کے جسم کی غذائی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور آپ کا وزن بھی قابو میں رہے گا۔

**آئرن سے بھرپے کھانے آپ کے بہترین دوست:**

کوئی مانے یا نہ مانے مگر یہ سچ ہے کہ سردیوں کے موسم میں آئرن سے بھرے کھانے انسانی جسم کے لیے بہترین ہے۔ یہ یقینی بنانے کے لیے کہ آپ کے جسم میں آئرن کی سطح بالکل وہی ہے جہاں سمجھا جاتا ہے آپ جو سب سے اچھی چیز کر سکتے ہیں کہ وہ یہ ہے کہ آپ اپنی غذا میں زیادہ سے زیادہ کھانے کی ایسی اشیاء لیں جو آئرن سے مالا مال ہیں۔ ایسی غذاؤں میں دالیں، سرخ گوشت، ہری سبزیاں، بیج، چنے اور ڈرائی فروٹس یعنی میوہ جات شامل ہیں۔

**خشک میوہ جات ناشتے میں کھائیں:**

ہم سب یہ جانتے ہیں کہ سردیوں کا موسم خشک میوہ جات سے لطف اندوز ہونے کا موسم ہے اور سردیوں کے اس ٹھنڈے موسم میں ان میوہ جات کا بھرپور مزہ لینے کا بہترین وقت ناشتے کا ہے۔ یوں تو آپ ان مزیدار میوہ جات سے کسی وقت بھی لطف اندوز ہو سکتے ہیں، چلتے پھرتے آپ مٹھی بھر خشک میوہ جات کا مزہ لے سکتے ہیں، قدرت کا یہ انمول تحفہ اپنے اندر توانائی کی بھرپور مقدار رکھتا ہے۔ یہ آپ کے لیے انتہائی صحت بخش ہیں اور ان کا لاجواب مزہ آپ کو خوب راحت اور سکون بخشتا ہے۔ جب آپ بھوک محسوس کر رہے ہوں تو اس وقت بھی کھانے کے لیے ڈرائی فروٹس بہترین انتخاب ہیں۔

سردیوں کے موسم میں صحت منداور توانا رہنے کے لیے یہ کچھ تراکیب ہیں جو ہم نے آپ کے گوش گزار کی ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ جب آپ اپنا اگلا ڈائیٹ پلان بنائیں گے تو یہ مٹھی بھر چیزیں آپ کی اولین ترجیحات میں شامل ہوں گی۔

## لڑکوں کو بکاؤ مال مت بنائیے۔ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے آسان نکاح مہم کے حوالہ سے اپنی تقریر میں مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ ورکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے فرمایا کہ ہم نے جس طرح نکاح کو دشوار بنادیا ہے اور تلک جہیز کے ذریعہ جس طرح لڑکے کی خرید وفروخت ہوتی ہے یہ انتہائی شرمناک ہے، جانوروں کی منڈیاں کہیں کہیں لگتی ہیں اور کبھی کبھی لگتی ہیں، لیکن نوجوان غیر شادی شدہ بکاؤ مال کی منڈی ہر گاؤں میں لگ رہی ہے، یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ اسلام نے انسانی عضو کی تجارت سے روکا ہے اور یہاں پورا کا پورا انسان بیچ دیا جاتا ہے، لڑکیوں کی شادی میں بلوغیت کے بعد غیر معمولی تاخیر اور غیر مسلموں کے ساتھ بیٹیوں کا شادی رچالینے کی یہ ایک بڑی وجہ ہے، اس لیے شادی کو سادی (بغیر نقطہ) اور نکاح کو آسان بنائیے، وہ ۱۰ر دسمبر ۲۰۲۱ء کو بیل پکونہ ضلع مظفر پور میں علماء، دانشوروں اور عام مسلمانوں کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے، اس موقع سے سادی شادی کے نمونہ کے طور پر مولانا عزیز اختر قاسمی استاذ دار العلوم اسلامیہ قاسمیہ بالا ساتھ سیتامڑھی کے صاحب زادہ انجینئر حافظ قسیم اختر کے نکاح کی تقریب انجام پائی، بغیر لین دین، رسم ورواج اور برات وغیرہ کی خرافات سے پاک اس نکاح کو لوگوں نے کافی سراہا اور پسند کیا، اس اجتماع میں عوام کی بڑی تعداد کے ساتھ مدرسہ امدادیہ لہیریا سرائے دربھنگہ کے استاذ مفتی عبد السلام قاسمی، مدرسہ محمود العلوم دملہ کے استاذ اور معاون قاضی امارت شرعیہ مفتی محمد یوسف صاحب، مولانا محمد اسلم، مولانا محمد نوشاد اور دیگر علماء کرام بھی شریک تھے۔

## ماضی کی غلطیوں کو بنیاد نہیں بنایا جاسکتا (دہلی کورٹ)

ایودھیا زمینی تنازع کے فیصلے کا ذکر کرتے ہوئے دہلی کی ایک عدالت نے قطب مینار کے احاطہ میں ہندو اور جین دیوتاؤں کی پوجا کے حق کے لیے دائر ایک دیوانی مقدمہ کو خارج کر دیا ہے۔ عدالت نے کہا کہ حال اور مستقبل میں امن وامان کی صورتحال کے پیش نظر پچھلی غلطیوں کو بنیاد نہیں بنایا جا سکتا ہے۔ جج نے کہا، 'ہمارے ملک کی ایک تاریخ رہی ہے اور اس نے مشکل وقت دیکھا ہے۔ پھر بھی تاریخ کو مجموعی طور پر قبول کرنا ہوگا۔ کیا ہماری تاریخ سے اچھے حصہ کو برقرار رکھا جا سکتا ہے اور برے حصہ کو مٹایا جا سکتا ہے؟' انہوں نے سال 2019 میں سپریم کورٹ کے ایودھیا فیصلے کا ذکر کیا اور اپنے فیصلے میں اس کے ایک حصہ پر روشنی ڈالی، جس میں کہا گیا تھا، 'ہم اپنی تاریخ سے واقف ہیں اور ملک کو اس کا سامنا کرنے کی ضرورت ہے، آزادی ایک اہم لمحہ تھا۔ ماضی کے زخموں کو بھرنے کے لیے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے والے لوگوں کے ذریعے تاریخی غلطیوں کو حل نہیں کیا جا سکتا ہے۔'

راشد العزیزی ندوی

## 65 سال سے زائد عمر کے عازمین حج درخواست دے سکتے ہیں

حج کمیٹی آف انڈیا نے حج 2022 کیلئے زائد عمر کی حد منسوج کردی ہے۔ اب 65 سال کی عمر کے عازمین حج بھی حج کیلئے درخواست کر سکتے ہیں۔ مرکزی حج کمیٹی نے باقائدہ ایک سرکیولر جاری کرتے ہوئے یہ اطلاع دی ہے۔ سرکولر میں بتایا گیا ہے کہ پیراگراف چار حج گائیڈ لائن برائے 2022 میں تبدیلی کرتے ہوئے زائد عمر کی حد منسوخ کردی گئی ہے۔ اب 65 سال سے زائد عمر کے عازمین بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ اب صرف وہی محرم رشتہ دار ساتھی کے طور پر حج کا اہل قرار پائیگا جس نے زندگی میں حج نہیں کیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی ریاستوں کو فراہم کئے گئے خصوصی زمرے کے کوٹے سے زائد درخواستیں موصول ہونے پر ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائیگی۔ کمپینین یعنی 70 سال سے زائد عمر والے عازم حج کے ساتھ محرم رشتہ دار کے طور پر حج پر روانہ ہونے کے خواہش مند افراد کو حلف نامہ بھی داخل کرنا پڑے گا۔ اگر معمر شخص کا حج منسوخ ہوتا ہے تو اس محرم رشتہ دار کی درخواست بھی از خود منسوخ ہو جائیگی۔

## اومی کرون کے پیش نظر دہلی میں اجتماعی سرگرمیوں کی اجازت نہیں

آنے والے چند دن پورے ملک کے لیے بہت حساس ہیں۔ کرسمس اور نئے سال کی تقریبات کی وجہ سے ملک کے نظام صحت پر دباو پڑسکتا ہے۔ اسی لیے اس سال کے لیے انھیں محدود کرنا ضروری ہے۔ کورونا وائرس کے نئے ویرینٹ کے پیش نظر دہلی ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (DDMA) نے 31 دسمبر کی آدھی رات تک کورونا سے متعلق پابندیوں کو بڑھا دیا ہے۔ جس میں سماجی اور ثقافتی اجتماعات پر پابندی شامل ہیں۔ ریستوران اور ہوٹلوں میں 50 فیصد بیٹھنے کی گنجائش رہے گی۔ ایک حکم میں ڈی ڈی ایم اے نے کہا کہ دہلی میں فی الحال اجازت حاصل کردہ اور محدود سرگرمیاں 31 دسمبر اور یکم جنوری کی درمیانی رات 12 بجے تک جاری رہیں گی۔ بیئر کیفے کے مالک راہول سنگھ نے کہا "ملٹی پلیکس، سنیما ہال، بسیں ہر جگہ 100 فیصد گنجائش کی اجازت ہے۔ تو ہم نے اس کے مستحق ہونے کے لیے کیا کیا؟ یہ مایوس کن ہے۔ ہم اس نقصان سے نکلنے کی امید کر رہے تھے کہ صنعت کو وبا کے دوران نقصان اٹھانا پڑا ہے لیکن اب یہ مشکل نظر آرہا ہے "۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات قابل فہم ہے کہ کورونا وائرس کے اومی کرون کا خطرہ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا انفیکشن کے پھیلاؤ کے خوف سے بچنے کا واحد حل ریستوراں اور بار کو بند کرنا ہے؟

Volume:61/71,Issue:50 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/61

میرے پڑوس میں ایسے بھی لوگ بستے ہیں
جو مجھ میں ڈھونڈ رہے ہیں برائیاں اپنی
(امیر قزلباش)

# کیا جمہوریت کا چوتھا ستون کمزور ہو گیا؟

**جمال رضوی**

اب صحافت میں ایسے لوگ بہت کم رہ گئے ہیں جو صاحب اقتدار کے فیصلوں اور پالیسیوں کا منصفانہ تجزیہ کرتے ہوں۔ جب پوری صحافتی برادری تقریباً ایک سا رویہ اختیار کر لے تو اندازہ لگانا بہت مشکل ہوتا ہے کہ خبروں کی صورت میں جو اطلاعات عوام تک پہنچائی جا رہی ہیں ان میں صداقت کا عنصر کس حد تک ہے؟

صحافت کو جمہوریت کا ستون کہا جاتا ہے۔ جمہوریت کے حوالے سے صحافت کی اس تعریف میں مضمر نکات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات یقینی طور سے کہی جا سکتی ہے کہ اس ستون کا استحکام تین ستونوں کو مستحکم بناتی ہے۔ اگر صحافت اپنا کام شفافیت اور صداقت کے ساتھ انجام دے تو ہی نظام جمہوریت کا کاروبار بہتر طریقے سے چل سکتا ہے۔ صحافت کی جو تعریف بیان کی گئی ہے، اس میں صداقت اور شفافیت کو اہم حیثیت حاصل ہے۔ اگر صحافت کی اس تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے اس شعبے کے موجودہ حالات پر نظر ڈالیں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس شعبے کو بعض سطحی عناصر نے اس قدر پراگندہ کر دیا ہے کہ اس کی شفافیت اور صداقت معرض خطر میں پڑ گئی ہے۔ جمہوریت میں صحافت کو جو مقام حاصل ہے، وہ نہ صرف یہ کہ نظام حیات کو بہتر بنانے میں معاون کردار ادا کرے بلکہ اس نظام کے تحت عوام کے مفاد کو یقینی بنانے کا عمل انجام دے لیکن فی الوقت اس اہم شعبے کی جو حالت ہے، اسے دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے نہ صرف صداقت اور شفافیت کو بالائے طاق رکھ دیا ہے، بلکہ عوام کے مفاد سے بھی اس کا کوئی لینا دینا نہیں رہا۔

ملک کا سیاسی منظرنامہ تبدیل ہونے کے بعد جن امور میں تبدیلی کو بہت واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے، ان میں ایک یہ صحافت کا شعبہ بھی شامل ہے۔ ایسا نہیں کہ اس سے قبل صحافت میں ایسے عناصر بالکل نہیں تھے جو اقتدار کی جی حضوری کو ترجیح دیتے تھے لیکن اب سے قبل ان کی تعداد بہت تھوڑی تھی لہٰذا اگر وہ جا و بیجا ہر صورت میں اقتدار کی ہاں میں ہاں ملاتے بھی تھے تو ان کی آواز نقار خانہ میں طوطی کی آواز کی حیثیت رکھتی تھی لیکن اب معاملہ بالکل برعکس صورت اختیار کر گیا ہے۔ اب صحافت میں ایسے لوگ بہت کم رہ گئے ہیں جو اقتدار کے فیصلوں اور پالیسیوں کا منصفانہ تجزیہ کرتے ہوں اور ان فیصلوں اور پالیسیوں سے وابستہ عوام کے حقوق اور مفاد کی نشاندہی کرتے ہوں۔ جب پوری صحافتی برادری تقریباً ایک سا رویہ اختیار کر لے اور اس رویے کا مقصد محض اقتدار کی قصیدہ خوانی ہو تو ایسے میں یہ اندازہ لگانا بہت مشکل ہوتا ہے کہ خبروں کی صورت میں جو اطلاعات عوام تک پہنچائی جاتی ہیں ان میں صداقت کا عنصر کس حد تک ہے؟

اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ عوام کو جب بار بار ایک ہی طرز کی خبریں سننے اور دیکھنے کو ملتی ہیں تو وہ ان باتوں پر یقین کرنے کو مجبور ہو جاتا ہے جو درحقیقت، حقیقت سے کوسوں دور ہوتی ہیں۔ ماضی قریب میں اقتدار کے بعض فیصلوں کو پیش نظر رکھ کر اس حقیقت کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ ملک کے بعض میڈیا نے کس طرح ان فیصلوں کو حق بہ جانب ثابت کرنے کیلئے مصنوعی دلائل پیش کئے تھے۔

اقتدار کی جی حضوری کرنے والے میڈیا نے نہ صرف پیشہ وارانہ اخلاقیات کو سبوتاژ کیا بلکہ ان کے اس اقدام سے عوام کے مسائل اور مفاد کی نوعیت بھی پیچیدہ ہوتی گئی۔ اگر گزشتہ کچھ مہینوں کے دوران اس شعبے میں ہونے والی سرگرمیوں پر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت بہت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ عوام کے مسائل کو غیر اہم سمجھنے والے میڈیا نے ایسی خبروں کی غیر ضروری طور پر مسلسل تشہیر کی جن کا عوام کے مسائل سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ ان اداروں نے ایسا رویہ اختیار کر کے بہ یک وقت دو کام انجام دیئے۔ ایک تو یہ کہ عوام کو درپیش مختلف قسم کے مسائل کو میڈیا کی سرخیوں میں آنے کا بہت کم موقع ملا اور دوسرے یہ کہ کورونا اور لاک ڈاؤن کے دوران حکومت کے ذریعہ اختیار کی گئی پالیسیوں کی ناکامی کو مخفی رکھنے کی کوشش کی گئی۔ میڈیا کا یہ رویہ یقیناً افسوس ناک ہے کیوں کہ اصولی طور پر یہ شعبہ عوام کے مفاد کے تحفظ کو ترجیح دیتا ہے اور اگر اس اصول کو پوری طرح نظر انداز کر دیا جائے تو یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پھر عوام کے حالات و مسائل کیا صورت اختیار کر لیں گے؟

میڈیا اور اقتدار کے درمیان یہ ساز باز یقینی طور پر جمہوری نظام کو کمزور بناتی ہے۔ عوام نے اس ساز باز کے سبب پیدا ہونے والے مسائل کا مشاہدہ گزشتہ چند برسوں میں بہتر طریقہ سے کر لیا ہے۔ جمہوریت، اقتدار اور صحافت کے مابین جو ربط ہے اس ربط کو پوری طرح نظر انداز کر کے اگر صرف اقتدار کی مرضی کو مقدم سمجھا جائے تو صحافت اپنے وقار کو بھی باقی نہیں رکھ سکتی۔ یہی سبب ہے کہ اقتدار کی جی حضوری سے اسے جو کچھ بھی فائدہ حاصل ہوا ہو لیکن عوام کے نزدیک اس کے اعتبار کو ٹھیس پہنچی ہے۔ اس وقت ٹیکنالوجی کی ترقی کے سبب میڈیا کو وہ سہولتیں میسر ہیں جو اب سے کچھ برسوں تک اسے حاصل نہیں تھیں۔ ان سہولتوں کا بہتر استعمال اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اقتدار اور عوام سے وابستہ خبروں کی ترسیل میں صداقت اور شفافیت کو بہر صورت ملحوظ رکھا جائے۔ اگر میڈیا اپنی پیشہ ورانہ اخلاقیات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس رویہ کو اختیار کر لے تو بہت سارے ایسے مسائل جن کا تعلق براہ راست عوام سے ہے، کسی حد تک قابو میں آ سکتے ہیں لیکن یہاں معاملہ بالکل برعکس صورت میں نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عوام کو درپیش مسائل کی حقیقت جاننے کے باوجود بعض ادارے اقتدار پرستی کے جذبہ سے مجبور ہو کر ان مسائل کو یا تو سرے سے خارج کرتے رہے ہیں یا پھر ان کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ ان کی سنگینی میں کمی واقع ہو جائے۔ اس سلسلے میں بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے، جو ملک گیر سطح پر عوامی کی پریشانی کا باعث ہے اور وہ مسئلہ بے روزگاری کا ہے۔

کورونا کی وبا کے پھیلنے سے بہت پہلے ہی اس ملک میں بے روزگاری جس سطح پر پہنچ گئی تھی، اس نے گزشتہ تقریباً نصف صدی کا ریکارڈ توڑ دیا تھا۔ اس وبا کے پھیلنے کے بعد یہ مسئلہ جس طرح مزید سنگین صورت اختیار کر گیا ہے وہ پورے معاشرے کیلئے پریشانی کا سبب ہے۔ ایسے اہم مسئلے پر حکومت کی جانب سے کیا کچھ ہو رہا ہے، اس کا صحیح اندازہ عوام کو اب تک نہیں لگ سکا ہے اور اس کی ایک بڑی وجہ اقتدار پرست میڈیا اداروں کا وہ رویہ ہے جو ایسے اہم اور سنگین مسئلے کو لائق توجہ ہی نہیں سمجھتا۔ بعض میڈیا ادروں کی جانب سے اگر ایسے مسائل کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو اقتدار کی جی حضوری کرنے والے میڈیا اداروں کی جانب سے ان کی وطن سے محبت پر ہی سوال کھڑے ہونے لگتے ہیں۔ چونکہ عوام کا ایک طبقہ اقتدار پرست میڈیا اداروں کی ہاں میں ہاں ملانے کا عادی ہو چکا ہے لہٰذا ان صحافیوں کو بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جو عوام سے وابستہ ہر معاملے کو محققانہ نظر سے دیکھتے ہیں اور ایسے معاملات سے عوام کو باخبر کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں۔

اقتدار، میڈیا اور عوام کے رابطے کا تجزیہ اگر ذرا وسیع پس منظر میں کیا جائے تو یہ افسوس ناک حقیقت سامنے آتی ہے کہ اس وقت عالمی سطح پر تقریباً ایک سی صورتحال ہے۔ اس رابطے میں اقتدار کے مفاد کو ترجیح دینے کا انداز ان ملکوں میں بھی کسی قدر رواج پا چکا ہے جن ملکوں میں عوام کے مسائل اور مفاد کو اولین حیثیت حاصل رہی ہے۔ ایسے مکدر ماحول میں عوام اگر اپنے گرد و اطراف کے ماحول سے وابستہ حقائق کی نوعیت جاننے کا خواہاں ہو، تو اس کی یہ خواہش کس طرح پوری ہو سکتی ہے؟ یہاں یہ بھی پیش نظر رہے کہ اس خواہش کی تکمیل صداقت اور شفافیت کے ساتھ ہونی چاہئے نہ یہ کہ ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ جو تشہیر ہو رہی ہے اسے ہی سچ مان لیا جائے۔ اب تو حالات اس قدر خراب ہو گئے ہیں کہ اس شعبے سے وابستہ بعض افراد اپنی شہرت اور ناموری کیلئے ان ہتھکنڈوں کو بھی استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتے جو گناہ اور جرم کے مترادف ہوتے ہیں۔ شہرت کے بھوکے ان لوگوں نے نہ صرف اس شعبے کے تقدس کو مجروح کیا ہے بلکہ ان کی جعل سازی کے سبب عوام کا ایک طبقہ بھی گمراہ ہوا ہے۔ یہ لوگ اسی طرح کی گمراہی پھیلا کر اپنا مفاد حاصل کرتے ہیں لیکن حصول مفاد کا یہ راستہ کس قدر عوام اور ملک کیلئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے اس پر غور کرنے کی انھیں مطلق پروا نہیں ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ جب ان کی ایسی کرتوتیں منظر عام پر آتی ہیں تو پھر یہ اس نام و نہاد دیش بھکتی کا سہارا لیتے ہیں جس کا ملک کے مفاد اور مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

اگر جمہوریت کی عمارت کو مستحکم اور پائیدار رکھنا ہے تو یہ ضروری کہ یہ عمارت جن ستون پر ٹکی ہے وہ بھی مستحکم اور پائیدار ہوں۔ ان ستونوں کی مضبوطی ہی جمہوری نظام میں عوام کے مفاد کو تحفظ عطا کر سکتی ہے اور اس تحفظ کو جمہوری نظام حیات میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ صحافت سے وابستہ افراد کو شہرت اور ناموری کے پیچھے بھاگنے کے بجائے عوام اور ملک کے حقیقی مفاد کو بھی پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر صحافت اس پہلو کو پوری طرح نظر انداز کر دے تو پھر وہ وقت گزاری کا ایک ذریعہ تو بن سکتی ہے لیکن اس سے عوام کی بہبود کا کوئی تصور نہیں وابستہ کیا جا سکتا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صحافت صرف عوام اور نظام حیات کا استحصال کرتی ہے اور اسے اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ وہ جن اطلاعات کی تشہیر کر رہی ہے اس کا سماج پر کیا اثر پڑے گا؟ صحافت کی یہ بے حسی سماج کو پژمردہ بنا سکتی ہے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ان دنوں یہی کچھ ہو رہا ہے۔

## نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہو گئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile:9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)



Print & Design by : Azimabad Printers, Patna # 9473371988

Scanned with CamScanner